725

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،10۔دسمبر2013

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

(مورخہ 3۔دسمبر2013 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد)

جناب محمد ثقلین انور سپرا: اس ایوان کی رائے ہے کہ یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور کے جھنگ میں واقع کیمپس کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو یونیورسٹی کا چارٹر / درجہ دیا جائے اور اس یونیورسٹی کا نام میاں محمد شریف ویٹرنری یونیورسٹی رکھا جائے۔

(موجودہ قراردادیں)

1۔ میاں محمودالرشید: اس ایوان کی رائے ہے کہ دُلا بھٹی شہید کے مزار اور راستوں کو فوری طور پر ناجائز تجاوزات و قبضہ سے پاک کیا جائے نیز شہید کے شایانِ شان مزار تعمیر کیا جائے۔

2۔ محترمہ کنول نعمان: اس ایوان کی رائے ہے کہ معذور افراد کے لئے روزگار کے بہتر مواقع فراہم کرنے کے اقدامات اٹھائے جائیں نیز ان کے لئے ملازمتوں کے موجودہ مخصوص کوٹا کی شرح بڑھا کر کم از کم پانچ فیصد کی جائے۔

3۔ محترمہ ثریا نسیم: اس ایوان کی رائے ہے کہ گھروں میں کام کرنے والی خواتین کو لیبر لاء کے تحت رجسٹر کیا جائے اور ان کو بھی فیکٹریوں /کارخانوں / دیگر اداروں میں کام کرنے والے مزدوروں کی طرح سہولیات دی جائیں۔

4۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ میں بچے اور بچیوں کے ساتھ زیادتی کرنے والوں کے خلاف موثر قانون سازی کی جائے۔

5۔ چودھری عامر سلطان چیمہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ طلباء کے مستقبل کو لاحق خطرات اور ان کو پرائیویٹ

یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں کے استحصال سے بچانے کے لئے پنجاب کی تمام سرکاری یونیورسٹیوں اور پوسٹ گریجویٹ کالجز میں سائنس مضامین کی سیٹوں میں بتدریج 100 فیصد تک اضافہ کر کے مستحق طلباء کو داخلے کی سہولیات فراہم کی جائیں۔

727

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس

منگل،10۔دسمبر2013

(یوم الثلاثہ،6۔صفر المظفر1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر24منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

اَللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَاَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَاَخۡرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّكُمۡ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الۡفُلۡكَ لِتَجۡرِىَ
فِى الۡبَحۡرِ بِاَمۡرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الۡاَنۡهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمۡسَ وَ
الۡقَمَرَ دَآئِبَيۡنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰٮكُمۡ مِّنۡ كُلِّ مَا
سَاَلۡتُمُوۡهُ ؕ وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ؕ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ
لَظَلُوۡمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾

سورة إبراهيم آيات32تا34

اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے تمہارے کھانے کے لئے پھل پیدا کئے۔ اور کشتیوں (اور جہازوں) کو تمہارے زیر فرمان کیا تاکہ دریا (اور سمندر) میں اس کے حکم سے چلیں اور نہروں کو بھی تمہارے زیر فرمان کیا (32) اور سورج اور چاند کو تمہارے لئے کام میں لگا دیا کہ دونوں (دن رات) ایک دستور پر چل رہے ہیں اور رات اور دن کو بھی تمہاری خاطر کام میں لگا دیا (33) اور جو کچھ تم نے مانگا سب میں سے تم کو عنایت کیا۔ اور اگر اللہ کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کر سکو۔ (مگر لوگ نعمتوں کا شکر نہیں کرتے) کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے (34)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

دِل میں ہو یاد تیری گوشہ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو
اُس کی قسمت پہ فدا تختِ شہی کی راحت
خاکِ طیبہ پہ جسے چین کی نیند آئی ہو
آج جو عیب کسی پر نہیں کھلنے دیتے
کب وہ چاہیں گے میری حشر میں رُسوائی ہو
بند جب خواب اجل سے ہوں حُسن کی آنکھیں
اُس کی نظروں میں تیرا جلوہء زیبائی ہو

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں آج اس ایوان میں آپ کی وساطت سے وزیر اعظم پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے دو روز قبل Youth Policy announce کی ہے۔ ملک پاکستان کے لاکھوں بے روزگار نوجوان جو اپنے ہاتھوں میں ڈگریاں پکڑ کر در بدر پھر رہے تھے میں دیکھ رہا ہوں کہ اُن کے چہرے خوشی کے ساتھ کھلے ہوئے ہیں اور اُن کو اپنا مستقبل تابناک دکھائی دے رہا ہے۔ کسی بھی جمہوری حکومت کا اوّلین فرض یہی ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے شاندار منصوبوں کا آغاز کرے تو میں قائدِ پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کو اس ایوان اور آپ کی وساطت سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ شاندار سکیم متعارف کرائی۔ یہاں پر کچھ لوگ ایک قیاس کی کیفیت پیدا کرنا چاہ رہے تھے، قوم کے اندر محرومیاں بانٹنا چاہ رہے تھے اب وہ بھی سوچیں گے کہ یہ وہی وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف ہیں جو پاکستان کی خالق جماعت مسلم لیگ کے نہ صرف قائد ہیں بلکہ جنہوں نے اقوام عالم میں ملک پاکستان کو چھٹی ایٹمی قوت بنایا اور وہی میاں محمد نواز شریف اس ملک کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو منجھدار تک لے کر جائیں گے۔

جناب سپیکر! پاکستان کے اندر تاجروں کے حوالے سے بہت لے دے ہو رہی تھی۔ اس سے پہلے میاں محمد نواز شریف نے تاجروں کو جو package دیا وہ بھی خراج تحسین کے قابل ہے اور خوشحالی کی طرف ایک road map ہے تو میں میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور اُن کی پوری ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے نوجوانوں کو اتنا شاندار package دیا۔

سوالات

(محکمہ جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ جیل خانہ جات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ابھی میرے معزز بھائی نے روزگار کے متعلق بات کی ہے۔ میں نے اسی اجلاس میں ضلع لیہ کے حوالے سے ایک point raise کیا تھا۔ پاکستان مسلم لیگ (ن)

ہی کی حکومت نے 2008 میں محکمہ صحت میں29 کمپیوٹر آپریٹرز رکھے اور صریحاً political victimization کے حوالے سے اُن کو 2012 میں terminate کر دیا گیا۔ابھی روزگار کی باتیں ہو رہی تھیں کہ میاں محمد نواز شریف نے Youth Policy introduce کروائی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب!آپ نے پچھلی دفعہ جب یہ point raise کیا تھا تو جناب سپیکر نے آپ سے کہا تھا کہ آپ ہائیکورٹ کے فیصلے کی کاپی ایجوکیشن منسٹر کو دے دیں تو کیا آپ نے انہیں وہ کاپی دے دی ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!میں ایجوکیشن منسٹر کے حوالے سے بات نہیں کر رہا۔اُس وقت قابل احترام وزیر قانون نے مجھے یہاں پر کہا کہ آپ کا مسئلہ حل کراتے ہیں۔انہوں نے ہائی کورٹ کے فیصلے کی کاپی لے کر ڈی سی او اور ای ڈی او(ہیلتھ) سے بات کی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب!جونہی وزیر قانون صاحب آجاتے ہیں وہ آپ کی بات کا جواب دے دیں گے۔اب آپ مجھے ایجنڈا کے مطابق چلنے دیں۔جی، میاں نصیر احمد صاحب!آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!میرا سوال نمبر1 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنی جیلیں ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تمام جیلوں میں گنجائش سے زیادہ قیدی رکھے جاتے ہیں صوبہ میں موجود تمام جیلوں میں قیدیوں کی تعداد جیل وار علیحدہ علیحدہ بیان کی جائے؟

(ج) ایک قیدی کو یومیہ کس حساب سے خوراک دی جاتی ہے؟

(د) قیدیوں کو سزا کاٹنے کے بعد کی زندگی میں بہتر شہری بنانے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھاتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) صوبہ پنجاب میں کل 32 جیلیں ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے کہ تمام جیلوں میں گنجائش سے زیادہ قیدی موجود ہیں۔ پنجاب کی جیلوں میں اس وقت مورخہ 20-06-2013 کو 48127 قیدی / حوالاتی بند ہیں جبکہ گنجائش 21527 اسیران کی ہے۔ ان جیلوں میں بند جیل وار قیدیوں کی تعداد ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جیل میں بند قیدی کو یومیہ -/59.61 روپے فی کس کے حساب سے خوراک دی جاتی ہے۔ کھانے کا چارٹ ضمیمہ (ج) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) حکومت نے اس سلسلے میں بہت سے مثبت اقدامات کئے ہیں جن میں اسیران کی مذہبی تعلیم و تربیت کے لئے جیلوں میں معلمین تعینات کئے گئے ہیں۔ قیدیوں کو دنیاوی تعلیم بھی دی جاتی ہے جس میں پرائمری تعلیم سے لے کر ایم اے تک تعلیم حاصل کرنے کی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں اور ان کو اس طرف راغب کرنے کے لئے اس تعلیمات کے حاصل کرنے پر پندرہ دن سے لے کر دو سال تک قید میں تخفیف بھی کی جاتی ہے اور قیدیان کو ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں کھیلوں کے سامان بنانے کی تربیت، ملتان اور بہاولپور اور دیگر جیلوں میں دستکاری، کمپیوٹر وغیرہ اور دیگر ہنر سکھائے جاتے ہیں تاکہ وہ باہر جا کر ان ہنر کے سیکھنے کی وجہ سے معاشرے پر بوجھ بننے کی بجائے اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے معاشرے کے مفید شہری بن سکیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! مجھے جو فہرست فراہم کی گئی ہے اس میں ہر جیل کی گنجائش سے تقریباً تین، چار، پانچ بلکہ دس گنا تک زیادہ قیدی رکھے گئے ہیں۔ اس کی تفصیل میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان قیدیوں کی تربیت بھی کی جاتی ہے اور ان کی تربیت کے لئے اقدامات بھی کئے جاتے ہیں۔ میرا منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں جو قیدی موجود ہیں اور جب جیل میں ان کی تربیت کے لئے انتظامات کئے جاتے ہیں تو وہ قیدی جو تربیت لینے پر آمادہ نہیں ہوتے، اگر وہ ٹریننگ حاصل نہیں کرتے یا نہیں کرنا چاہتے تو ان کے لئے جیل میں کوئی ایسے اقدامات ہیں کہ وہ ٹریننگ حاصل کریں یا ان کی ٹریننگ کے لئے محکمہ کوئی تحرک کرتا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میاں صاحب نے جو جیلوں کے بارے میں کہا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ جیلوں میں قیدیوں کے لئے گنجائش کم ہے اور اس وقت پنجاب میں قیدی بہت زیادہ ہیں۔ اس وقت تقریباً 26ہزار سے زائد قیدی تمام جیلوں میں گنجائش سے زیادہ ہیں۔ میاں صاحب نے جو کہا ہے اس حوالے سے یہ کہوں گا کہ زبردستی تو کوئی کسی سے کچھ نہیں کرا سکتا لیکن قیدیوں کی ٹریننگ کے لئے انتظامات موجود ہیں، پڑھے لکھے قیدیوں کے لئے کمپیوٹر کورسز، الیکٹرک وائرنگ اور مکینک کے کورسز ہیں۔ اس کے علاوہ ان پڑھ قیدیوں کے لئے قالین بانی کرائی جاتی ہے، جیلوں میں لکڑی کے کارخانے بھی موجود ہیں اور انڈسٹری بھی موجود ہے۔ جیل میں جو بامشقت قیدی ہوتے ہیں ان کے حوالے سے عدالت جو لکھ دیتی ہے ان کو اس کے مطابق ٹریننگ دی جاتی یا کام لیا جاتا ہے لیکن تعلیم و تربیت کے لئے تعلیم القرآن کے اساتذہ موجود ہیں اور ہمارے مذہبی اساتذہ بھی موجود ہیں۔ قیدیوں کو تعلیمی اور مذہبی تربیت دی جاتی ہے ان میں سے جو پڑھتا ہے اور کچھ سیکھ جاتا ہے تو اس کی سزا میں قانون کے مطابق تخفیف ہوتی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے از خود زبردستی کا لفظ شامل کر دیا ہے۔ میں نے لفظ تحرک استعمال کیا تھا۔ میں نے motivation کی بات کی تھی، میں نے زبردستی کی بات نہیں کی تھی کہ اگر کوئی ٹریننگ نہیں لینا چاہتے جس کی عام خبریں بھی ہیں تو اس کے لئے کوئی motivational programme کا سوال کیا تھا۔ اسی کے تناظر میں آگے بڑھتے ہیں کہ تقریباً ایک قیدی پر 60روپے یومیہ خوراک کا خرچہ ہے جو سالانہ ایک ارب روپے سے زیادہ بنتا ہے۔ ان کی ٹریننگ کے لئے انہوں نے کتنا فنڈ مختص کیا ہوا ہے یا کوئی بجٹ رکھا جاتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! اس کے لئے بجٹ نہیں، اس کے لئے مذہبی ٹیچرز ہیں، تعلیم القرآن ٹرسٹ نے 64 ٹیچرز تمام جیلوں میں دیئے ہوئے ہیں اور 32 ٹیچرز گورنمنٹ سیکٹر سے ہیں ان کو تنخواہ دی جاتی ہے۔ اگر ان ٹیچرز کی تنخواہ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں تو نیا سوال دے دیں میں تنخواہ کی تفصیل بتا دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تفصیل بتا دیں کہ کتنا خرچ آتا ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ تفصیل بھی نہ دیں۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ کیا اس کے لئے علیحدہ سے بجٹ مختص کیا جاتا ہے کہ ٹیچرز آتے ہیں، ٹریننگ ہے، exercise ہے اس پر خرچ آتا ہے یا مفت میں دی جاتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! جو ٹیچرز آپ نے رکھے ہوئے ہیں ان کی جتنی بھی تنخواہ بنتی ہے وہ تفصیل میاں صاحب کو دے دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! تعلیم القرآن ٹرسٹ کے ٹیچرز کی تنخواہ وہی ٹرسٹ دیتا ہے، جو گورنمنٹ کے ٹیچرز ہیں اور ابھی recently بارہ ٹیچرز پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے تعینات ہوئے ہیں ان کی تنخواہ گورنمنٹ دیتی ہے۔ ان کے لئے extra بجٹ نہیں رکھا جاتا۔ وہ ٹیچرز جو ٹریننگ دیتے ہیں مثلاً سوشل ویلفیئر کی خواتین، ٹیچرز خواتین قیدیوں کو سلائی کڑھائی سکھانے کے لئے آتی ہیں انہیں متعلقہ محکمہ تنخواہ دیتا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! کیا میں یہ سمجھوں کہ جیل خانہ جات میں قیدیوں کی ٹریننگ کے لئے کوئی بجٹ مختص نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! انہوں نے بتا دیا ہے کہ مذہبی ٹیچرز کو ٹرسٹ تنخواہ دیتا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں ان کے منہ شریف سے یہ سننا چاہتا ہوں کہ جیل خانہ جات کا جو بجٹ بنتا ہے اس میں ٹریننگ کا کوئی بجٹ نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کیا ایسا ہی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں نے آپ کے توسط سے معزز ممبر سے یہ گزارش کی ہے کہ ٹریننگ ایک حصہ ہے، جیل میں جو بھی قیدی جاتا ہے اس کی ٹریننگ اور تعلیم و تربیت کے لئے پروگرام بنائے جاتے ہیں جس میں مختلف NGO's اور گورنمنٹ کے ادارے قیدیوں کی اصلاح کے لئے مذہبی تعلیم بھی دیتے ہیں، انہیں educate بھی کرتے ہیں اور ٹیکنیکل ٹریننگ بھی دیتے ہیں اس لئے کوئی علیحدہ سے sector نہیں ہے۔ وہ تمام اخراجات جو جیل کے اخراجات میں شامل ہوتے ہیں۔ اگر یہ کہیں کہ علیحدہ سے بجٹ ہے تو نہیں ہے، جو ٹیچرز ٹریننگ دیتے ہیں definitely وہ تنخواہ تو لیتے ہیں۔ جیلوں میں تعلیم القرآن ٹرسٹ کے ٹیچرز کو ٹرسٹ تنخواہ دیتے ہیں اور سرکاری ٹیچرز کو محکمہ جیل خانہ جات تنخواہ ادا کرتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! وزیر موصوف ماشاء اللہ جیل خانہ جات کے لئے بڑی محنت کر رہے ہیں اور انہوں نے بھیس بدل کر سنٹرل جیل کوٹ لکھپت میں visit بھی کیا تھا جو بڑا highlight بھی ہوا تھا۔ مجھے امید ہے کہ یہ پہلے کی طرح محنت کرتے رہیں گے۔ میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح تنخواہوں کے حوالے سے بات ہو رہی ہے تو ایک ایسا بندہ یا ایسا ملازم جو عرصہ دراز سے neglect ہوتا آ رہا ہے جو جیل میں پھانسی دیتا ہے اس کی کتنی تنخواہ ہے اور اگر وہ جیل کا مستقل ملازم ہے تو اس کو محکمہ کتنے پیسے دیتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ کا یہ نیا سوال بنتا ہے لیکن اگر منسٹر صاحب کو اندازہ ہے تو بتا دیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! یہ میرے پاس آ جائیں تو میں ان کو پوری تفصیل بتا دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ جیلوں کی تعداد 32 ہے اور قیدیوں کی گنجائش 21527 ہے اور موجودہ تعداد 48127 ہے۔ کیا وہ کوئی بھیڑ بکریاں ہیں کہ پچھلے بھی پانچ سال good governance کی گورنمنٹ رہی تو کیا اس کے لئے کوئی اقدامات اٹھائے گئے کہ گنجائش سے زیادہ قیدی رکھے جا رہے ہیں؟ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ فی کس قیدی 59.61 روپے یومیہ خوراک کا خرچہ ہے تو موجودہ مہنگائی کے دور میں جس وقت 50 روپے کلو آٹا ہے تو کیا قیدی کے لئے 59.61 روپے یومیہ تین وقت کی روٹی کے لئے کافی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو بتانا چاہوں گا کہ اس وقت تقریباً 26700 کے قریب قیدی گنجائش سے زیادہ ہیں۔ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے پچھلے دور میں جب حکومت سنبھالی تو معزز ممبر نے جو بات کی ہے وہ وزیر اعلیٰ صاحب کے علم میں آئی تو انہوں نے 2009 میں بارہ نئی جیلیں بنانے کا حکم دیا۔ اس وقت بارہ نئی جیلیں تقریباً مکمل ہونے والی ہیں، ان میں سے تین جیلیں جون تک مکمل ہو جائیں گی اور باقی اگلے سال مکمل ہو جائیں گی۔ ان

کی capacity تقریباً بارہ ہزار کے قریب ہو گی۔انشاء اللہ یہ مسئلہ جلد ہی حل کر لیا جائے گا۔ جیسے جیسے آبادی بڑھتی ہے اس حساب سے جرائم بھی بڑھتے جاتے ہیں۔انشاء اللہ تعالیٰ چیف منسٹر پنجاب کے حکم سے within six months یہ جیلیں مکمل ہو جائیں گی۔ چار جیلیں تقریباً مکمل ہیں جو within two months handover ہو جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا ان میں بارہ ہزار قیدیوں کی capacity ہو گی؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جی، ان میں بارہ ہزار قیدی ہوں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! قیدی تو آپ کے چھبیس ہزار بنتے ہیں تو آگے بھی آپ کا کوئی پروگرام ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! اس کے علاوہ لاہور مناواں میں ہم ایک جیل کمپلیکس بنانے جا رہے ہیں جس میں پانچ جیلیں ہوں گی۔اس کمپلیکس میں خواتین کی عام جیل ہو گی اور خطرناک قیدیوں کی بھی ایک جیل ہو گی۔انشاء اللہ چار ہزار قیدیوں پر مشتمل یہ جیلیں ہوں گی اور وہ بھی within three years مکمل ہو جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان کے دوسرے سوال کا بھی جواب دے دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! انہوں نے diet کے بارے میں کہا تو جب یہ diet menu بنا تھا تو میں فاضل ممبر کے علم میں یہ بھی لانا چاہتا ہوں کہ اس وقت پورے پاکستان میں صرف پنجاب کا محکمہ جیل خانہ جات ایسا ہے جس میں اخراجات کم ہیں۔یہاں ناشتہ بھی دیا جاتا ہے۔سندھ میں اس وقت 143 روپے ہے لیکن پنجاب میں یہ ریٹ 59 روپے سے شروع ہوا اور rate fluctuation کے حساب سے آج کل تقریباً 70 روپے کے قریب ہے۔جب ریٹ بڑھتے ہیں تو definite اخراجات بھی بڑھ جاتے ہیں لہذا موجودہ صورتحال کے مطابق یہ فی کس 70 روپے کے قریب ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! معزز منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہم چار ہزار قیدیوں کے لئے مزید capacity بڑھا رہے ہیں تو میری ان سے درخواست ہو گی کہ 14-2013 کا جو بجٹ پیش کیا گیا اس میں کوئی ایسی provision قیدیوں کے لئے موجود نہیں ہے کہ آپ جیلوں میں ان کی capacity بڑھائیں گے۔ میری یہ درخواست ہو گی کہ وہ بجٹ کہاں سے آئے گا؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ بات میں نے وہ کی ہے جس کا بجٹ دیا جا چکا ہے اور یہ جیلیں تقریباً 95 فیصد مکمل ہو چکی ہیں۔ اس میں بجٹ کا کوئی issue نہیں ہے۔ ابھی میں نے آپ کو بتایا ہے کہ لاہور مناواں جیل کمپلیکس چار ہزار قیدیوں کی capacity کا ہے جس کی سمری چیف منسٹر صاحب کے پاس پہنچ گئی ہے۔ اس کے علاوہ بارہ ہزار قیدیوں کی capacity کی وہ جیلیں ہیں جو مکمل ہونے والی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال بھی میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 2 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: جیلوں میں قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2: میاں نصیر احمد: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور سنٹرل جیل اور کوٹ لکھپت جیل میں گنجائش سے زیادہ قیدی / حوالاتی موجود ہیں؟

(ب) مذکورہ جیلوں میں اوسطاً روزانہ کتنے ملاقاتی آتے ہیں نیز ملاقاتیوں کے لئے جیل انتظامیہ کیا سہولیات فراہم کرتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملاقاتیوں سے رقم وصول کر کے ملاقات کرائی جاتی ہے یا کھانا و دیگر سامان قیدیوں کو پہنچایا جاتا ہے؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایسے عناصر کے خلاف حکومت کیا کارروائی کرتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) اس ضمن میں تحریر ہے کہ سنٹرل جیل، لاہور میں اس وقت مورخہ 30-06-2013 کو 3530 اسیران بند ہیں اور گنجائش 1053 کی ہے اور یہ درست ہے کہ سنٹرل جیل لاہور میں گنجائش سے زیادہ قیدی / حوالاتی موجود ہیں۔

(ب) اس ضمن میں تحریر ہے کہ اوسطاً تقریباً 400 سے 500 ملاقاتی جیل کے قیدیان / حوالاتیان سے ملاقات کے لئے آتے ہیں اور سنٹرل جیل لاہور میں ملاقاتیوں کے لئے نئے شیڈ بنائے گئے ہیں۔ جن میں بیٹھنے کے لئے مناسب انتظامات موجود ہیں اور شیڈ کے اندر کنٹین،

واٹر کولر، پنکھے اور بنچ بھی رکھے ہوئے ہیں۔ جس میں ضرورت کی ہر چیز موجود ہے۔ ملاقاتیوں کی راہنمائی اور مسائل کے حل کے لئے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل شیڈ کے اندر ہر وقت موجود ہوتا ہے اور سپرنٹنڈنٹ جیل بھی روزانہ ایک گھنٹہ شکایات سنتے ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے، بلکہ حکومت پنجاب جناب خادم اعلیٰ کے حکم پر دس روپے کی پرچی ختم کر کے فری ملاقات کرانے کا حکم صادر کیا ہے اور اسی حکم کے تحت ملاقات کی کوئی پرچی فیس وصول نہیں کی جاتی۔

مزید تحریر خدمت ہے کہ قیدیوں کا کھانا اور دیگر سامان بحفاظت اسیران کو پہنچا دیا جاتا ہے اور اس کے عوض کوئی رشوت یا رقم وصول نہیں کی جاتی۔

(د) یہ درست نہ ہے بلکہ سوال کا جواب، جز(ج) میں تفصیل سے دے دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ مذکورہ جیلوں میں روزانہ جو ملاقاتی آتے ہیں ان کو بڑی تکلیف، ملاقاتیوں سے رقم وصول کر کے ملاقات کرائی جاتی ہے۔ منسٹر صاحب آغاز میں وہاں گئے تھے اور پیسے دے کر ملاقات کی تھی جس کے بعد ان کے بقول اس نظام میں کافی بہتری آئی ہے۔ میرا اِن سے سوال یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ جب یہ جاتے ہیں تو اب جیل والوں نے اِن کی تصویر ہر جیل میں لگا دی ہو کہ اگر منسٹر صاحب آئیں تو ان کو چھوڑ کر باقی سب کا کام اسی طرح routine میں چلتا رہے۔ منسٹر صاحب ذرا یہ فرما دیں کہ اس میں کس قسم کی بہتری آئی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جس طرح توجہ دلائی ہے تو میں ضرور یہ بات کہوں گا کہ اب معاملات بہت بہتری کی طرف ہیں۔ الحمدُ للہ میں نے خود جیلوں میں جتنے بھی visit کئے ہیں surprise کئے ہیں۔ میں نے ایک بھی visit اُن کو بتا کر یا پروٹوکول کے ساتھ نہیں کیا۔ ضرور کچھ معاملات ایسے ہیں جو میرے ساتھ بھی پیش آئے لیکن الحمدُ للہ میں نے ایک ایک چیز کی تہہ تک جا کر detail کے ساتھ check کیا ہے اور اب معاملات بہت بہتر ہیں۔ اس حوالے سے ہم نے دو اقدامات اٹھائے تھے۔ ایک یہ کہ میں نے آتے ہی تمام جیلوں میں sheds پر شکایات box لگوا دیئے تھے تاکہ جس کو کوئی شکایت ہو تو وہ اپنی تحریری شکایت اس میں ڈال دے لیکن اس میں یہ پابندی لگائی گئی تھی کہ متعلقہ سپرنٹنڈنٹ جیل اس کو نہیں کھولے گا بلکہ ڈی آئی جی کھولے گا جس سے کافی بہتری آئی۔ اس کے علاوہ ایک انقلابی قدم ہم نے یہ اٹھایا ہے کہ تقریباً ڈیڑھ ماہ پہلے میں نے کوٹ

لکھپت جیل میں 1124 سروس کا افتتاح کیا تھا جو ہوم ڈیپارٹمنٹ کے under ہے۔ اب اس سروس کو ہم نے پورے پنجاب میں بڑھا دیا ہے۔ جب آپ جیل کی boundary میں جائیں گے تو آپ کو وہاں ایک کاؤنٹر ملے گا جس پر ٹیلیفون سیٹ رکھا ہوا ہے یعنی آپ کو قیدی، ملاقات یا کسی بھی قسم کی کوئی شکایت ہے تو اس سروس پر آپ فوری فون کریں تو وہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے تحت monitor ہو رہی ہوتی ہے جس کا تیس منٹ کے اندر اندر ازالہ ہوتا ہے اور سپرنٹنڈنٹ اس شکایت کو دُور کرتا ہے۔ اس سروس کے شروع ہونے سے کافی بہتری آ گئی ہے۔۔۔ (شور و غل)

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں یہ ضرور کہوں گا کہ شکایات موجود ہیں کیونکہ سو فیصد بالکل ختم نہیں ہو سکتیں لیکن اس کو minimize کیا جا رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس محکمے میں پہلے پچاس فیصد بہتری ہوئی ہے تو within three months یہ انشاء اللہ تعالیٰ 80/90 فیصد بہتر ہو جائیں گی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں نے بھی ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ پہلے کر چکے ہیں۔ جی، ڈاکٹر صاحب! آپ فرمائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ گزشتہ سے پیوستہ جو اسمبلی تھی اس میں، میں نے ایک قرارداد دی تھی کہ قیدیوں کی families کو ملاقات کے لئے سہولت ہو کہ ایک دو دن ان کی families ان کے ساتھ رہ سکیں جو متفقہ طور پر پاس ہو گئی جس کے بعد گورنمنٹ نے یہ یقین دہانی کروائی تھی کہ ہر جیل کے اندر اس قسم کی سہولت فراہم کروا دی جائے گی۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ایسی کوئی سہولت اس قرارداد کی روشنی میں جیلوں میں فراہم کی گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! اس ضمنی سوال کا اس سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن میں معزز ممبر کے لئے گزارش کرنا چاہوں گا کہ تین اضلاع میں family room بن چکے ہیں۔ ملتان، فیصل آباد اور لاہور میں بالکل تیار ہیں۔ اس کی SNE's کے لئے ہوم سیکرٹری صاحب نے سمری بھیج دی ہے جونہی یہ approve ہوتی ہے تو سہولت فراہم کر دی جائے گی۔ اس میں مسئلہ یہ آ رہا تھا کہ اس کا طریق کار کیا اختیار کیا جائے؟ چونکہ میاں محمد شہباز شریف کے vision کے تحت

یہ بنے ہیں لیکن مسئلہ یہ تھا کہ خدانخواستہ یہ misuse نہ ہو جائیں۔اس کی identification اور ایک طریق کار وضع کرنے کے لئے ہم نے یہ کیا ہے کہ متعلقہ ضلع کا ڈی سی او نادرا کے شناختی کارڈ اور (ب) فارم وغیرہ کی verification کرے گا جس کے بعد چار دن کے لئے family کو اکٹھا رہنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ ہم عنقریب اس سہولت کو شروع کرنے والے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! انہوں نے تفصیل فراہم کر دی ہے لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا باقی جیلوں میں ایسی کوئی سہولت فراہم کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! راولپنڈی جیل میں بھی family room بننے شروع ہو گئے ہیں۔ جیسے ہی تین جگہوں پر یہ operate ہو جائیں گے تو اس کے بعد باقی ہر ضلع کی جیل میں بھی انشاء اللہ ہم اس کو بنائیں گے۔

چودھری فقیر حسین ڈوگر: ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں کافی تفصیلی جواب آ گیا ہے۔

چودھری فقیر حسین ڈوگر: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے ایک سوال ہے کہ انہوں نے شروع شروع میں بہت چھاپے مارے تھے جس میں انہوں نے بڑے بڑے افسر معطل کئے تھے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے خلاف اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: .Order in the House گپ شپ کے لئے لابی میں تشریف لے جائیں لیکن ایوان میں خاموشی اختیار کریں۔

چودھری فقیر حسین ڈوگر: جناب سپیکر! کیا ایسے افسروں کو قرار واقعی سزا دی جائے گی یا دی جا چکی ہے جنہیں وزیر موصوف کے حکم پر معطل کیا گیا تھا؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! کسی کی کوتاہی کی وجہ سے کوئی شکایت approve ہوتی ہے۔ میں نے جو چھاپہ مارا تھا اس کے نتیجے میں ملازمین کو معطل کیا گیا تھا بلکہ سپرنٹنڈنٹ کو بھی معطل کیا گیا تھا۔ جتنی سزائیں اب ہم نے دو سال کے اندر دی ہیں پچھلے دس سال میں بھی ایسا ریکارڈ نہیں ہے کہ اتنی سزائیں ملی ہوں۔ محکمانہ کارروائی ہوتی ہے اور سزائیں بھی ملتی ہیں لیکن اب اس پر ایف آئی آر بھی درج ہوتی ہے۔

چودھری فقیر حسین ڈوگر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈوگر صاحب! پہلے ہی تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں اس لئے آپ تشریف رکھیں۔اگلا سوال احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: میرے سوال کا نمبر 35 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سنٹرل جیل ساہیوال میں قیدیوں سے ملاقات کرنے والوں

کو سہولیات فراہم کرنے کی تفصیلات

*35: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سنٹرل جیل ساہیوال میں قیدیوں کے ملاقاتیوں کے بیٹھنے، پینے کے پانی اور گرمی، سردی سے بچاؤ کے لئے کسی قسم کا بندوبست نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جیل میں قیدیوں کو کھانے پینے اور علاج معالجہ کی سہولیات بہم نہیں پہنچائی جاتیں؟

(ج) مذکورہ بالا جیل سے ملحقہ زمین پر کیا کاشت کیا جاتا ہے اور وہ کس مقصد کے لئے استعمال ہو رہا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) اس مقصد کے لئے تحریر خدمت ہے کہ سنٹرل جیل ساہیوال میں اسیران کی ملاقات کے لئے آنے والے ورثاء اور لواحقین کی سہولت کے لئے وزیر اعلیٰ / خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے سال 2009-10 میں باقاعدہ طور پر ویٹنگ شیڈ کی تعمیر کی منظوری دی جسے کروڑوں روپے لاگت سے ہنگامی بنیادوں پر تعمیر کیا گیا ہے اور یہ زیر تعمیر ویٹنگ شیڈ آئندہ پچاس سال تک کی ضروریات پوری کرنے کے لئے کافی / کارآمد ہیں اور یہ اسیران کے ورثاء اور لواحقین کے لئے گزشتہ دو سال سے آپریشنل ہیں جس میں سے تقریباً 200 صد سے 300 صد تک افراد کے بیٹھنے کے لئے مناسب اور بہترین گنجائش ہے۔نئے تعمیر شدہ ویٹنگ شیڈ کو تمام تر بنیادی سہولیات سے آراستہ کیا گیا ہے جن میں چھت والے پنکھے، ایگزاسٹ فین، الیکٹرک واٹر کولر (ٹھنڈے اور صاف پانی کا بندوبست) بہترین اور صاف باتھ روم نیز جملہ سہولیات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

-1	چھت والے پنکھے	18
-2	ایگزاسٹ فین	10
-3	الیکٹرک واٹر کولر	02
-4	باتھ روم برائے مرد حضرات	04
-5	باتھ روم برائے خواتین	04
-6	بنچز	32
-7	ٹیوب لائٹس /انرجی سیور	10

نیز یہ کہ ویٹنگ شیڈ پر خواتین کے لئے علیٰحدہ اور مردوں کے لئے علیٰحدہ کاؤنٹر موجود ہیں۔ ویٹنگ شیڈ پر ایک اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ انچارج تعینات ہے۔ خواتین کاؤنٹر پر لیڈی وارڈر اور مردوں کے لئے مرد وارڈر تعینات کئے گئے ہیں نیز سپرنٹنڈنٹ جیل نے اسیران کے ورثاء اور لواحقین کی سہولت کے لئے دفتر استقبالیہ پر ایمرجنسی گھنٹی کا انتظام کیا ہے اگر کسی بھی قسم کی شکایت یا کوئی دشواری ہو تو متعلقہ آدمی گھنٹی دباتا ہے جس کا ڈائریکٹ کنکشن سپرنٹنڈنٹ جیل کے دفتر میں موجود ہے اور فوری طور پر متعلقہ شخص کی شکایت کا ازالہ کیا جاتا ہے۔ نیز سپرنٹنڈنٹ جیل روزانہ کی بنیادوں پر دوپہر 12:30 سے 01:30 بجے تک دفتر استقبالیہ پر کھلی کچہری کا انعقاد کرتا ہے جس میں سپرنٹنڈنٹ جیل اسیران کے لواحقین اور ورثاء کے ساتھ ذاتی طور پر ملاقات کرتا ہے اور ان کو درپیش مسائل اور شکایات کا موقع پر ازالہ کیا جاتا ہے۔

(ب) خوراک کے ضمن میں تحریر ہے کہ یہ درست نہ ہے کہ قیدیوں کو کھانے پینے کی سہولیات بہم نہیں پہنچائی جاتیں بلکہ حکومت پنجاب نے قیدیوں کی خوراک پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے ڈائٹ مینو میں مصالہ جات وغیرہ کا اضافہ کیا ہے جو کہ مورخہ 22-03-2013 سے نافذالعمل ہے جس سے قیدیوں کی خوراک مزید بہتر اور ذائقہ دار ہو گئی ہے۔ جیلوں کو سپلائی کردہ تمام خوردنی اشیاء حفظان صحت کے اصولوں کو مدنظر رکھ کر بعد از معائنہ اور لیبارٹری ٹیسٹ فراہم کی جاتی ہیں۔ باورچی خانہ اسیران میں حفظان صحت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کھانا تیار کیا جاتا ہے جسے میڈیکل آفیسر جیل اور سپرنٹنڈنٹ جیل صاحبان بعد از معائنہ قیدیان میں تقسیم کرواتے ہیں۔ جیلوں کو سپلائی کردہ دودھ نیسلے ملک کمپنی سے بعد از لیبارٹری ٹیسٹ لیا جاتا ہے اور مردہ و بیمار جانور کے گوشت سے بچنے کے لئے جیلوں میں

سلاٹر ہاؤس کا قیام عمل میں لاتے ہوئے میڈیکل آفیسر جیل کی زیر نگرانی زندہ/ صحت مند جانور خرید کرنے کے بعد ذبح کر کے گوشت سپلائی کیا جاتا ہے۔
علاج معالجہ کے ضمن میں گزارش ہے کہ صوبہ بھر کی تمام جیلوں میں ہسپتال موجود ہیں جہاں پر قیدیوں کو علاج معالجہ کی سہولیات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔رواں مالی سال 2012-13 میں اندرون جیل ہسپتال میں علاج معالجہ کی بابت سہولیات واعداد و شمار درج ذیل ہیں:

-1	آؤٹ ڈور مریض	45349
-2	ان ڈور مریض	544

ایسے اسیران جن کا علاج معالجہ اندرون جیل ہسپتال ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں میڈیکل آفیسر جیل ہذا متعلقہ اسیر کی بیماری کے پیش نظر میڈیکل سپرنٹنڈنٹ، ڈی ایچ کیو ہسپتال سے ماہر میڈیکل سپیشلسٹ، آئی سرجن، ڈینٹل سرجن، آرتھوپیڈک سرجن، کارڈک سپیشلسٹ و دیگر امراض سے متعلقہ ڈاکٹر حضرات کو جیل وزٹ کے لئے بھجوا دیتا ہے اور متعلقہ ڈاکٹر صاحب بیمار اسیران کا علاج معالجہ اور معائنہ کر کے اپنی رائے سے آگاہ کرتا ہے جس کی روشنی میں انتہائی حساس اسیر جس کا علاج معالجہ جیل ہسپتال میں ممکن نہ ہو کی منتقلی کا مکمل کیس ہوم ڈیپارٹمنٹ برائے منظوری بھجوا دیا جاتا ہے۔ نیز بعد از منظوری متعلقہ اسیر کو پولیس کی حراست میں ڈی ایچ کیو ہسپتال و دیگر انسٹیٹیوٹ میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔مزید یہ کہ حکومت پنجاب نے رواں مالی سال 2012-13 کے لئے 8لاکھ روپے برائے خریداری لائف سیونگ ڈرگ جو کہ گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے بھجوائی جانے والی ادویات کے علاوہ ہے۔ ان ادویات کی خریداری میں کوالٹی / معیار کو مدنظر رکھا جاتا ہے اور یہ ادویات جیل ہسپتال میں برائے علاج معالجہ استعمال ہو رہی ہیں۔

(ج) اس ضمن میں تحریر خدمت ہے کہ سنٹرل جیل ساہیوال کا کل رقبہ 330ایکڑ ایک کنال 9مرلہ تھا جس میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ آف پنجاب کی ہدایات کے مطابق زیادہ تر حصہ دیگر محکمہ جات کو منتقل کر دیا گیا جیل ہذا کا کل رقبہ باقی ماندہ رقبہ اور قابل کاشت رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

		ایکڑ	کنال	مرلہ
-1	ہائی سکیورٹی پریژن جیل ساہیوال الاٹ شدہ رقبہ	98	00	00
-2	میڈیکل کالج کو الاٹ شدہ رقبہ	60	06	04
-3	سنٹرل جیل سٹاف کالونی کا رقبہ	59	07	00

-4	سرٹیفائیڈ سکول کو الاٹ شدہ رقبہ	10	00	00
-5	اندرون جیل کا کل رقبہ	55	00	00
-6	ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کا مختص رقبہ	29	00	00

(ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کا رقبہ فی الحال جیل ہذا کاشت کر رہی ہے)

		ایکڑ	کنال	مرلہ
-7	گریڈ سٹیشن کا رقبہ	07	00	00
-8	زرعی کاشت رقبہ	10	04	05
	کل رقبہ	330	01	09

باقی ماندہ رقبہ زیر کاشت رقبہ پر موسموں کی مناسبت اور اسیران کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مختلف اقسام کی سبزیات و فصلیں اگائی جاتی ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1	گندم	20ایکڑ	576000/- روپے
2	برسیم	05ایکڑ	310000/- روپے
3	سبزی	10ایکڑ 04کنال 05مرلہ	3006168/- روپے
		ٹوٹل	3892168/- روپے

نوٹ: چار ایکڑ آئندہ کاشت سبزیاں رواں مالی سال 2013-14

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں اور کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 451 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: جیل کے ہسپتال میں بستروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*451: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ کی جیل میں کتنے بیڈز کا ہسپتال ہے اور ہسپتال کا کل کتنا عملہ ہے؟

(ب) ہسپتال میں قیدیوں کے لئے کون کون سی سہولتیں میسر ہیں، تفصیل بتائیں؟

(ج) کیا ضلع شیخوپورہ کی جیل کے ہسپتال میں مریضوں کے ٹیسٹ کروانے کے لئے سہولیات موجود ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) اس ضمن میں تحریر خدمت ہے کہ:

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ کے ہسپتال میں ٹوٹل اٹھائیس بیڈز ہیں۔ جیل ہسپتال میں اس وقت کل سات اہلکاروں پر مشتمل عملہ کام کر رہا ہے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1۔ ڈاکٹر مبین افضل (میڈیکل آفیسر)
2۔ زاہد حسین (نرسنگ اسسٹنٹ)
3۔ زاہد حسین (ڈسپنسر)
4۔ شمشاد خورشید (لیب ٹیکنیشن)
5۔ محمد عالم (نرسنگ اردلی)
6۔ شبیر حسین (نرسنگ اردلی)
7۔ محمد ارشد (نرسنگ اردلی)

(ب) جیل ہسپتال میں قیدیوں کے علاج معالجہ کے لئے ہر قسم کی ادویات موجود ہیں اور جیل ہسپتال کا عملہ 24 گھنٹے موجود رہتا ہے۔ اس کے علاوہ جیل ہسپتال میں درج ذیل سہولیات بھی موجود ہیں۔

I- ECG مشین
II- الٹرا ساؤنڈ مشین
III- ڈینٹل یونٹ
IV- ہفتہ وار ڈی ایچ کیو ہسپتال شیخوپورہ سے میڈیکل سپیشلسٹ آتے ہیں اور مریضوں کو باقاعدگی سے چیک کرتے ہیں۔

(ج) جیل ہسپتال میں منی لیب دستیاب ہے جس میں قیدیوں کے مندرجہ ذیل ٹیسٹ ہوتے ہیں۔

1- خون کا ٹیسٹ
2- پیشاب کا ٹیسٹ
3- خون میں شوگر کی مقدار معلوم کرنے کا ٹیسٹ

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! جز (الف) میں بیڈز کے متعلق میں نے سوال کیا تھا تو جواب میں 28 بیڈز کا ذکر ہے لیکن میں صرف اتنا سوال کرنا چاہوں گا کہ میرے علم کے مطابق یہاں پر صرف

امیر اور approachable آدمی آتے ہیں اور غریب آدمی کو تو ادھر transfer ہی نہیں کیا جاتا۔یہاں پر اب وہ لوگ بیٹھے ہیں جو approach کروا لیتے ہیں چاہے وہ بیمار ہیں یا نہیں اور وہ سہولت لینے کے لئے بیٹھے ہیں جبکہ بیڈز تو صرف 28 ہیں۔ ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں ننکانہ ضلع کا بھی burden ہے اور شیخوپورہ ضلع کا تو ہے ہی۔ ننکانہ سے متعلق کافی عرصہ سے یہ کہہ رہے ہیں کہ جیل بنا رہے ہیں لیکن ابھی تک نہیں بنی۔ ننکانہ والوں کو بھی پریشانی ہے کیونکہ وہ لوگ سفر طے کر کے ادھر آتے ہیں کیونکہ وہاں قیدیوں کی تعداد دگنی سے بھی زیادہ ہے تو کیا ادھر لیٹے ہوئے مریضوں کا کبھی چیک اپ بھی کروایا ہے کہ یہ واقعی مریض ہیں یا صرف سفارشی آکر لیٹے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو ضرور یہ گزارش کروں گا کہ اس کا ایک طریق کار موجود ہے، ڈاکٹر اسے چیک کرتا ہے، اس کی رپورٹ پر مریض جب وہاں پر داخل ہوتا ہے تو اس کا باقاعدہ چارٹ بنتا ہے کہ وہ کب سے ہے، کیا بیماری ہے اور ٹیسٹ وغیرہ بھی ہوتے ہیں جبکہ اس چیز کو ensure کیا گیا ہے کہ اب وہ دور گیا جب سفارش اور پیسے دے کر مریض ہسپتال میں آرام فرمایا کرتے تھے۔ اب میں اور آئی جی صاحب اس کو ensure کرتے ہیں اور مختلف اوقات میں surprise visit بھی کرتے ہیں تاکہ کوئی ایسی شکایت نہ ہو۔ اگر معزز ممبر کے علم میں کوئی ایسی شکایت ہے تو وہ بتائیں ہم اس پر سخت سے سخت action لیں گے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! ننکانہ جیل کے حوالے سے بھی سوال کیا تھا تو اس حوالے سے اگر ان کے پاس کوئی جواب ہے تو اس پر بھی تھوڑی سی روشنی ڈال دیں۔ موبائل سروس کے حوالے سے پچھلے دنوں جیل میں issues بھی رہے اور آج کل الحمد للہ انہوں نے بہت اچھی سروس کی اور اس چیز کو کنٹرول کیا لیکن ابھی بھی ضلع شیخوپورہ میں میرے پاس شکایتیں آتی ہیں اور لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ فلاں موبائل کی وجہ سے پکڑا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ موبائل جاتا ہے تو پکڑا جاتا ہے اس لئے اس حوالے سے اس پر مزید توجہ دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری) جناب سپیکر! ننکانہ جیل بنانے کا فی الحال کوئی منصوبہ نہیں ہے۔ جہاں تک موبائل کا سوال ہے تو وہ اس سے متعلقہ نہیں ہے لیکن ہم نے پانچ ہزار سے

زائد موبائل recover کئے ہیں اور میں معزز ممبر کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جس سے موبائل پکڑا جائے تو اس کے لئے معافی کی گنجائش ختم ہے اور یہ نہیں کہ جس قیدی سے برآمد ہو بلکہ وہاں پر جو متعلقہ آفیسر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ہے یا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہے یا جو بھی متعلقہ آدمی ہے اس کے خلاف A.T.A-7 کی ایف آئی آر launch ہوتی ہے، اب وہ وقت چلا گیا۔ پھر ہم نے اڈیالہ جیل میں جیمرز لگا دیئے ہیں اور ہم انشاء اللہ باقی جیلوں میں بھی جیمرز لگا رہے ہیں اور عنقریب اس بیماری کا سدباب ہو جائے گا۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: شکریہ۔ جناب سپیکر! پنجاب میں جیلوں کا نظام پہلے سے بہت بہتر ہے اور میں وزیر موصوف سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سوال کے جز(ب) میں فرمایا کہ جیل ہسپتالوں میں قیدیوں کے علاج معالجہ کے لئے ہر قسم کی ادویات موجود ہیں اور جیل ہسپتال کا عملہ 24 گھنٹے موجود رہتا ہے۔ یہاں فرمایا گیا کہ جیل کے ہسپتال میں ای سی جی، الٹرا ساؤنڈ، ڈینٹل یونٹ اور پیشاب و خون کے ٹیسٹ وغیرہ ہوتے ہیں تو کیا پنجاب کی تمام جیلوں میں یہ سہولت میسر ہے اور اگر نہیں تو کب تک یہ سہولت دوسری جیلوں میں میسر ہو سکتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری) جناب سپیکر! پنجاب حکومت کی ذمہ داری ہے کہ قیدیوں اور اسیروں کی ممکنہ دیکھ بھال کی جائے اور ہم اس ذمہ داری سے پوری طرح آگاہ بھی ہیں اور تمام جیلوں میں اس وقت تمام بنیادی ضروریات موجود ہیں اور کوئی بھی ایسی جیل نہیں جس میں ای سی جی مشین، الٹرا ساؤنڈ، ڈینٹل چیئر اور بنیادی ٹیسٹ وغیرہ کی سہولت موجود نہ ہو۔ ہاں ابھی ہم نے این جی اوز اور مخیر حضرات کی مدد سے منی آپریشن تھیٹرز بھی بنا لئے ہیں اور کوشش ہے کہ زیادہ سے زیادہ قیدیوں کا علاج انہی جیلوں میں کیا جائے۔ پچھلے سال پنجاب حکومت نے 34 کروڑ روپے سے صحت کے آلات خریدے اور اس سال 59 کروڑ روپے سے یہ سامان خریدا جا رہا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے علاج معالجہ کے حوالے سے سوال یہ پوچھنا ہے کہ یہ سہولیات تو یقیناً میسر ہیں لیکن وقتاً فوقتاً ہم دیکھتے ہیں کہ اخبارات میں خبر آتی ہے کہ جیل میں قیدی فوت ہو گیا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ہارٹ اٹیک ہو جاتا ہے، یہاں پر procedure یہ ہے کہ اگر کسی مریض کو تکلیف ہے اور جیل کا ڈاکٹر ظاہر ہے ایم بی بی ایس ہوتا ہے سپیشلسٹ نہیں ہوتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات اس کو perceive نہیں کرتا۔ اب اس کو شک و شبہ ہو جاتا ہے تو پھر وہ جیل سپرنٹنڈنٹ سے بات کرے، پھر ڈی ایچ کیو سے یا کسی میڈیکل کالج سے attach ہسپتال کو لکھا جائے تو پھر وہاں سے ڈاکٹر آئے۔ یہ procedure اتنا لمبا ہے کہ اتنی دیر میں مریض کی چھٹی ہو جاتی ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس طرح کی ایمرجنسی ہو یعنی کسی کو ہارٹ اٹیک ہو جائے تو اسے تو فوراً شفٹ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو ایسے مریض جنہیں جیل کے اندر ہارٹ اٹیک ہو جائے، انہیں کتنے عرصہ میں ہسپتال میں شفٹ کرتے ہیں اور اس طرح کی ایمرجنسی کا کیا procedure ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری) جناب سپیکر! میں معزز ممبر کے علم میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ ایمرجنسی cases میں کوئی اتنی requirement نہیں ہے۔ کسی بھی قیدی کے ساتھ کوئی ایسی ایمرجنسی ہو جاتی ہے تو جیل میں ڈاکٹر جو 24 گھنٹے موجود ہوتے ہیں تو وہ سپرنٹنڈنٹ کو رپورٹ کریں گے اور سپرنٹنڈنٹ فوری طور پر اس قیدی کو شفٹ کر دے گا۔ عام cases کے لئے وہ procedure لمبا ہے جہاں پر ڈاکٹر بھی سپرنٹنڈنٹ کو رپورٹ کرے گا اور پھر سپرنٹنڈنٹ آئی جی کو اور آئی جی سے وہ ہو جائے گا۔ ایمرجنسی cases میں کوئی بھی لمبا procedure نہیں ہے within no time وہ سپرنٹنڈنٹ کے علم میں جب ڈاکٹر لے آتا ہے تو اسی وقت اسے شفٹ کر دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 520 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ جیل خانہ جات میں مختلف گریڈز کی خالی اسامیوں کی تفصیلات

*520: جناب اعجاز خان: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ جیل خانہ جات میں مختلف گریڈز کی ایک ہزار سے زاید اسامیاں خالی پڑی ہیں، یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں، علیحٰدہ علیحٰدہ جیل وار بیان کریں؟

(ب) حکومت کب تک خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ محکمہ جیل خانہ جات میں مختلف گریڈ کی ایک ہزار سے زاید اسامیاں خالی پڑی ہیں جن کی جیل وار تفصیل "A" Annex ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ ذیل میں درج خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کا عمل جاری ہے۔ جیسے ہی بھرتی کا عمل مکمل ہو گا خالی اسامیوں پُر تعیناتی کر دی جائے گی۔

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد اسامی
1	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل	08
2	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل (میل)	49
3	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل (فی میل)	02
4	مذہبی ٹیچر	12
5	چیف وارڈر	28

اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب نے سکیل ایک سے سکیل 15 تک کی خالی اسامیوں پر بھرتی پر پابندی لگائی ہوئی ہے۔ جیسے ہی پابندی ختم ہو گی خالی اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ ایک ہزار vacancies موجود ہیں تو یہ اسامیاں کب تک پُر کی جائیں گی اور جو تفصیلات یہاں پر دی گئی ہیں وہ یہ ہیں کہ 2004 سے vacancies موجود ہیں۔ میں ایک دو سال کی بات نہیں کر رہا بلکہ almost ten years ہو گئے ہیں کہ یہ اسامیاں موجود ہیں۔ یہاں پر آکر جب بتایا جاتا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے یہ سب کچھ ہو گا اور یہ سب چیزیں کی جائیں گی۔ میں آپ کے سامنے دس سال کا ریکارڈ لے کر آیا ہوں۔ جو issue بتایا گیا ہے۔ یہاں پر آکر اس کے facts نہیں بتائے جاتے اور اسے آگے چلا دیا جاتا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہو گا۔ کیوں نہیں سچ بولا جاتا اور صحیح جواب یہاں پر کیوں نہیں دیئے جاتے؟ ایک چیز 2004 سے چھوڑی ہوئی ہے یعنی ایک ہزار لوگ، میں کوئی پانچ چھ یا دس نوکریوں کی بات نہیں

کر رہا بلکہ ایک ہزار بندے کی بات کر رہا ہوں تو مہربانی کر کے اس کی تفصیلات بتائیں کہ یہ کب تک پُر کی جائیں گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! معزز ممبر بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ پچھلے کافی سالوں سے یہ اسامیاں خالی چلی آ رہی ہیں۔ ہم نے اس کے جواب میں لیٹر بھی لکھ دیا ہے کہ یہ سمری ہوم سیکرٹری سے ہو کر چیف منسٹر کی طرف چلی گئی ہے اور انشاء اللہ عنقریب یہ خوشخبری ملے گی کہ پنجاب کی ایک ہزار نہیں بلکہ گیارہ سو خالی اسامیوں کو پُر کر لیا گیا ہے اس کے علاوہ فیملی رومز کے لئے 160 اسامیاں ہیں اور اگلے ماہ ہم دو نئی جیلوں کو open کرنے جا رہے ہیں اس کے لئے بھی 800 اسامیاں ہیں۔ مشین گنیں چلانے کے لئے بھی چار سو اسامیاں خالی ہیں جو ہم بھرتی کرنے جا رہے ہیں۔ میں ایوان کو ensure کرتا ہوں کہ محکمے میں بالکل کمی ہے، اس کمی کو ہم پورا کریں گے اور ان کو جلد ہی خوشخبری ملے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ خوشخبری آج ہی دے دیں کیونکہ دس سال سے اس خوشخبری کا انتظار ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! انہوں نے commitment کی ہے اور چیف منسٹر کو سمری بھجوا دی ہے جیسے ہی approval آ جائے گی اس پر عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! منسٹر صاحب اس کی کوئی date ہی بتا دیں کہ یہ کب تک پُر کر دیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے اپنے بھائی سے عرض کیا ہے کہ وہ سمری ہوم سیکرٹری سے آگے جا چکی ہے ہم اس کو follow کر رہے ہیں کیونکہ اس سے ہمارے ہی ڈیپارٹمنٹ کا فائدہ ہے۔ اس میں کچھ اسامیاں ایسی ہیں جو پبلک سروس کمیشن نے کرنا تھی۔ چیف وارڈر اور مذہبی ٹیچر کی اسامیاں پُر ہو چکی ہیں۔ کچھ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل کے بھی written test ہو چکے ہیں، ان کے صرف انٹرویو رہتے ہیں۔ جو بھرتیاں پبلک سروس

کمیشن کے علاوہ کی جاتی ہیں ہم ان کو pursue کریں گے تاکہ جلد از جلد بھرتی ہو کیونکہ یہ محکمے کے مفاد میں ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں تو چاہ رہا تھا کہ آج ہی لوگوں کو خوشخبری مل جاتی لیکن آج نہیں مل رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ کو جلد ہی خوشخبری دے دیں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا اس میں دوسرا ضمنی سوال ہے کہ سکیل ایک تا سکیل پندرہ کی job پر پابندی لگی ہوئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ پابندی کب اُٹھے گی اور یہ پابندی کیوں نہیں اُٹھا لیتے تاکہ نوجوانوں کو نوکریاں دی جا سکیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ محکمہ جیل خانہ جات کے حوالے سے بات کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں اسی کی بات کر رہا ہوں، جواب میں لکھا ہے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ان پر پابندی لگی ہوئی ہے۔ ہمیں کوئی تاریخ بتائی جائے کہ یہ ایک تا پندرہ سکیل پر پابندی کب تک اٹھالیں گے ؟اب بلدیاتی الیکشن بھی آ رہا ہے میرے خیال میں اب یہ نوکریاں کھل جانی چاہئیں تاکہ نوجوانوں کو opportunities مل سکیں۔ نوجوان بے روزگار بیٹھے ہیں ان کو opportunities ملنی چاہئیں، چاہے کسی بھی پارٹی کی طرف سے ملے ہمیں فرق نہیں پڑتا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اب تو الیکشن کمیشن نے ban لگا دیا ہے آپ تو ماشاء اللہ پڑھے لکھے آدمی ہیں الیکشن کے دوران کس طرح بھرتی ہو سکتی ہے ؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ party basis پر نہ کریں بلکہ آپ میرٹ پر کریں جو competent ہیں ان کو بھرتی کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب تو ban ہے الیکشن کے بعد ہی بھرتی ہو سکے گی، ماشاء اللہ آپ سمجھدار آدمی ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ کا کیا خیال ہے کہ کوئی کام نہیں ہو رہا ہے؟ آپ میرے ساتھ میرے حلقے میں چلیں، میں دکھا دیتا ہوں کہ آج کتنی جگہوں کے افتتاح ہونے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات(جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر!میں معزز ممبر کو بتانا چاہوں گا کہ 2012 میں بھی بھرتیاں ہوئی تھیں اب جو ban ہے اس کی سمری چیف منسٹر کے پاس جاچکی ہے اس پر سے انشاء اللہ جلد ہی ban ختم ہو جائے گا۔پبلک سروس کمیشن کے تحت جو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کی بھرتی ہو رہی تھی اس سلسلے میں کچھ لوگوں نے عدالت سے stay لیا ہوا ہے۔ وہ بھرتی چونکہ پبلک سروس کمیشن نے کرنی ہے لہذا جب تک عدالت سے stay ختم نہیں ہو جاتا اس وقت تک وہ بھرتی نہیں ہو سکتی۔اس کے علاوہ باقی بھرتیاں ہم جلد ہی کر دیں گے، جیسے ہی سمری منظور ہو گی ہم جلد ہی بھرتیاں کر دیں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!ابھی بھی انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کون سی تاریخ تک بھرتیاں کر لیں گے۔اس چیز کو ہمیشہ ہی open handed چھوڑ دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب اعجاز خان کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!سوال نمبر 521 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کی صحت کے لئے رکھے گئے فنڈز و دیگر تفصیلات

*521: جناب اعجاز خان: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کی صحت کے لئے سال 11-2010 اور 12-2011 کے دوران کتنا فنڈ رکھا گیا؟

(ب) کیمپ جیل لاہور میں مذکورہ مدت کے دوران کتنے قیدیوں کو علاج معالجہ کی سہولت فراہم کی گئی؟

(ج) کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کی صحت اور علاج معالجہ کے کن کن منصوبوں پر عمل کیا جارہا ہے، اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) اس ضمن میں تحریر خدمت ہے کہ سال 11-2010 میں قیدیوں کی صحت و علاج معالجہ کے لئے -/4777442 روپے مختص کئے گئے اور اسی طرح سال 12-2011 میں -/747000 ہزار روپے مختص کئے گئے۔

(ب) سال 11-2010 میں 93740 قیدیوں / حوالاتیوں کو علاج معالجہ کی سہولیات فراہم کی گئیں اسی طرح سال 12-2011 میں 90422 قیدیوں کو علاج معالجہ کی سہولت فراہم کی گئی۔

(ج) قیدیوں کی صحت و علاج معالجہ کے لئے درج ذیل سہولیات پر کام ہو رہا ہے:-

- ٹی بی کی روک تھام کے لئے پنجاب ٹی بی DOTS کے زیر نگرانی پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ اپریل 2011 تا اگست 2013، 3364 قیدیوں / حوالاتیوں کی سکریننگ کی گئی جن میں سے 103 پوزیٹو مریض جبکہ 3261 نیگٹو مریض ہیں۔
- پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام کے توسط سے ایچ آئی وی ایڈز کی سکریننگ اور علاج کا سلسلہ جاری ہے۔ اسی طرح 3500 قیدیوں / حوالاتیوں کی سکریننگ کی گئی جن میں سے 50 مریض پوزیٹو جبکہ 3450 نیگٹو مریض ہیں۔
- پنجاب ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کے توسط سے ہیپاٹائٹس B&C کی سکریننگ کا سلسلہ مرحلہ وار جاری ہے۔ اسی طرح 20 قیدیوں / حوالاتیوں کی سکریننگ کی گئی جن میں سے 14 مریض پوزیٹو جبکہ 06 نیگٹو مریض ہیں۔ جو کہ زیر علاج ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس میں ٹی بی مریضوں کا بتایا ہے کہ ان کی screening کی گئی اور 103 مریضوں کی رپورٹیں positive آئی ہیں۔ اس میں سب سے بڑا point یہ تھا کہ بیس مریضوں کا ہیپاٹائٹس ٹیسٹ کیا گیا اس میں سے چودہ مریض positive نکلے۔ یہ کتنی بڑی چیز آپ کو نظر آ رہی ہے پھر انہوں نے اس کو بڑے پیمانے پر کیوں چیک نہیں کیا کہ مزید کتنے مریض اس مرض میں مبتلا ہیں؟ انہوں نے بتایا ہے کہ وہاں پر تین ہزار قیدی ہیں اگر ان کا ٹیسٹ کیا جائے تو 60,70 فیصد لوگوں کو ہیپاٹائٹس کا مرض نکلے گا۔ یہ بتایا جائے کہ ان کے علاج کے لئے کیا کیا جا رہا ہے، ان میں سے ابھی تک کتنے صحت یاب ہو گئے ہیں اور ان پر کیا اخراجات آئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات(جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر!یہ مرض جیل میں نہیں لگتا بلکہ جو قیدی باہر سے آتے ہیں ان میں بھی یہ مرض ہو سکتا ہے۔ جو قیدی اس مرض کے حوالے سے کوئی شکایت کرتے ہیں یا ان کو کوئی ایسی feelings ہوتی ہیں تو پھر ڈاکٹر ان کی رپورٹ کرتا ہے۔ میں اس ایوان کو ضرور بتانا چاہوں گا کہ اس وقت جیل میں ادویات کی کوئی کمی نہیں ہے اور ہر مرض کی ادویات موجود ہیں۔اب ہوم سیکرٹری اور ہم سب مل کر ایک بہت اچھا پروگرام شروع کر رہے ہیں کہ جیسے ہی کوئی قیدی آئے گا تو اس کے سب ٹیسٹ کر لئے جائیں گے جیسے دوسرے ملکوں میں ہوتا ہے۔ اس پروگرام کو بھی ہم انشاء اللہ عنقریب شروع کر رہے ہیں۔ ایسے مریض کی مکمل تشخیص ہو جائے گی کہ اس کو کیا کیا مرض ہے۔ میں ensure کرتا ہوں کہ ہیپاٹائٹس ہو یا ٹی بی ہو کسی مریض کا علاج اس وجہ سے نہیں رک رہا ہے کہ وہاں پر ادویات نہیں ہیں۔ وہاں پر ادویات موجود ہیں اور سپرنٹنڈنٹ کو اختیارات ہیں کہ جب ادویات نہ ہوں تو وہ خرید بھی سکتا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں ان کو یہ suggestion دینا چاہوں گا کہ قیدیوں کے ٹیسٹ کرنے سے پہلے یہ ان کے رہنے، کھانے اور پانی کے حالات کو بہتر کریں۔ یہ ہیپاٹائٹس گندے پانی اور ناقص خوراک کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ اگر اس کو کنٹرول نہیں کیا جائے گا تو اس وقت آپ بیس میں سے چودہ مریض دیکھ رہے ہیں یہ بڑھتے بڑھتے بیس کے بیس ہو جائیں گے اس لئے سب سے پہلے قیدیوں کے کھانے، پانی اور صفائی کا انتظام کرنا پڑے گا پھر ہیپاٹائٹس کم ہو گا۔ یہ ٹیسٹ کرنے سے کم نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات(جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! تمام جیلوں میں واٹر فلٹریشن پلانٹ لگا دیئے گئے ہیں۔ ان کی یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ہیپاٹائٹس گندے پانی کی وجہ سے ہوتا ہے اس لئے ہم نے حفظ ماتقدم تمام جیلوں میں پلانٹ لگا دیئے ہیں۔ جو محکمہ صحت کا ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام ہے ان کے تحت ہی ان قیدیوں کا علاج ہو رہا ہے۔ جیلوں میں چوبیس گھنٹے ڈاکٹر بھی موجود ہے، وہاں ایک ماہ میں دو دفعہ سیشن جج بھی دورے کرتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اب ایسی کوئی گنجائش نہیں ہو گی کہ مریضوں کے ساتھ اچھا سلوک روا نہ رکھا جائے۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ! اب یہ آخری ضمنی سوال ہے۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑی سی clarification بھی کروں گی۔ جیسا کہ ڈاکٹر مراد راس نے ابھی کہا کہ ہیپاٹائٹس پانی اور کھانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ان کا سوال بھی غلط تھا اور منسٹر صاحب کا جواب بھی غلط تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اس چکر میں نہ پڑیں بلکہ ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! بنیادی طور پر Hepatitis is not water born یہ چیز understand کرنی چاہئے کہ .It is not water born میں منسٹر صاحب سے صرف یہی کہوں گی کہ یہ ایک alarming situation ہے کہ آپ کی جیل میں ہیپاٹائٹس بی اور سی کے اتنے مریض ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو اس سلسلے میں کوئی step اٹھانا چاہئے اور اس معزز ایوان کو بھی بتائیں کہ آپ اس سلسلے میں کون سا further step اٹھانے جا رہے ہیں؟ اگر آپ کے سامنے اتنی alarming situation آئی ہے تو آپ کو ہنگامی بنیادوں پر حل کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں نے جیسے عرض کیا ہے کہ محکمہ ہیلتھ کا ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام چل رہا ہے، وہ بھی اس کو watch کر رہے ہیں، ہمارے ڈاکٹرز بھی موجود ہیں، میڈیسن کی کوئی کمی نہیں ہے اور تمام سہولتیں موجود ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایسی کوئی خطرناک صورتحال نہیں ہے۔ یہ تو عام نارمل زندگی گزارنے والے لوگوں میں بھی بہت سارے اثرات پائے جاتے ہیں لیکن ایسی کوئی خطرناک صورتحال نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال چودھری اشرف علی انصاری صاحب کی طرف سے ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 610 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کی جیلوں میں قید بچوں اور عورتوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*610: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ کی جیلوں میں اس وقت کل کتنے بچے اور عورتیں بند ہیں، تفصیل جیل وار بتائیں؟

(ب) اس وقت کتنے بے گناہ بچے مجبوراً اپنی والدہ کے ساتھ کس کس جیل میں بغیر کسی قانون و جواز کے بند ہیں، تفصیل الگ الگ جیل وار فراہم کریں؟

(ج) اس وقت کتنی حاملہ خواتین کس کس جیل میں قید ہیں؟

(د) کیا کسی بے گناہ بچے اور گنہگار حاملہ خاتون کو جیل میں رکھا جا سکتا ہے اگر نہیں تو پھر ان کو کس کس قاعدہ کے تحت جیلوں میں رکھا ہوا ہے کیا حکومت ان کو رہا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) صوبہ پنجاب کی جیلوں میں مورخہ 31-07-2013 تک 725 بچے اور 861 خواتین اسیران مقید ہیں، جن کی جیل وار تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب کی جیلوں میں مورخہ 31-07-2013 تک 130 بچے اپنی والدہ کے ساتھ جیل قوانین کے مطابق مقید ہیں جن کی جیل وار تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) صوبہ پنجاب کی جیلوں میں مورخہ 31-07-2013 تک 24 حاملہ خواتین مقید ہیں جن کی جیل وار تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کسی بھی بے گناہ بچے کو جیل میں نہیں رکھا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی بے گناہ بچے کو جیل میں رکھا جاتا ہے، مگر چونکہ یہ ایک فطری تقاضا ہے کہ چھوٹے / شیر خوار بچے کی پرورش ماں کے زیر سایہ ہی صحیح طور پر ہو سکتی ہے اور دوسرے وہ بچے جن کا ماں کے علاوہ اور کوئی کفیل نہ ہو اپنی ماؤں کے ساتھ جیل میں رکھے جا سکتے ہیں جبکہ گنہگار حاملہ خاتون کو اس کے گناہ کی نوعیت کی وجہ سے اور عدالتی حکم پر جیل میں رکھا جاتا ہے۔

بے گناہ بچے جیل میں پاکستان پریزن رولز کے قاعدہ نمبر 326 کے تحت چھ سال کی عمر تک رکھے جا سکتے ہیں تاکہ وہ اپنی ماؤں کے زیر سایہ پرورش پا سکیں اور اس دوران ان کو جیل میں بہترین سہولیات مہیا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس میں ان کے لئے Play Rooms وغیرہ کھانے، پینے میں دودھ / سپیشل خوراک وغیرہ شامل ہیں اور چھ سال کی عمر تک پہنچنے کے بعد ان کی تعلیم و تربیت کے لئے ان کو SOS اور دیگر رفاہی اداروں کے حوالے کر دیا جاتا

ہے۔ اس کے علاوہ جن بے گناہ بچوں کے لواحقین خود ان کی پرورش کر سکتے ہوں، وہ بچے اپنے لواحقین کے پاس ہی رہتے ہیں۔

جو مائیں اپنے بے گناہ بچوں کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتی ہیں وہ اس کی اجازت متعلقہ عدالت سے حاصل کرتی ہیں اور متعلقہ عدالت کے حکم سے ہی ان کو لواحقین رفاہی اداروں کے حوالے کیا جاتا ہے۔ جیل حکام اپنے طور پر ان بچوں اور حاملہ خواتین کو جیل میں نہیں رکھتے بلکہ یہ بچے اور لواحقین عدالتوں کے حکم پر رکھے جاتے ہیں اور عدالتوں کے حکم پر ہی رہا کئے جاتے ہیں، جیل حکام کا اس میں کوئی کردار نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! اس کے جز (د) میں یہ فرمایا گیا ہے کہ فطری تقاضا ہے کہ چھوٹے شیر خوار بچے کی پرورش ماں کے زیر سایہ ہی صحیح طور پر ہو سکتی ہے۔ یہاں پر اس جواب میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ شاید فطرت یہ تقاضا کرتی ہے کہ اگر کسی ماں نے کوئی خطا، غلطی یا گناہ سرزد کیا ہے تو اس کا وہ بچہ جس کو اللہ نے آزاد پیدا کیا ہے اس کو اس کے ساتھ پابند سلاسل کر دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات کرنا ہی خلاف فطرت ہے کیونکہ اللہ نے تو ایک بچے کو آزاد پیدا کیا ہے اور اسلام میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بھی اور خلفاء راشدین کے زمانے میں بھی جب کوئی حاملہ خاتون کوئی گناہ سرزد کرتی تھی یا ایسی خاتون جس کا کوئی شیر خوار بچہ ہوتا تو جب تک اس بچے کا شیر خوارگی زمانہ گزر نہیں جاتا تھا تو اس وقت تک اس خاتون کی سزا معکوف کر دی جاتی تھی اور پھر سورۃ نور کے اندر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "جس دن ان کی زبانیں، ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ یہ کرتے رہے تھے" یہ چونکہ فطرت کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ میرے ہاتھوں، میرے پاؤں اور میری زبان نے آواز اٹھائی ہے کہ یہ فطرت کی خلاف ورزی ہو رہی ہے تو محکمہ جیل خانہ جات کے ہاتھ، زبان اور پاؤں کیا جواب دیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! معزز فاضل ممبر نے ایسا نکتہ اٹھایا ہے جو ہمارے دائرہ کار میں نہیں ہے۔ محکمہ جیل خانہ جات کا کام کسی کو پکڑ کر اندر لانا ہے اور نہ ہی کسی کو چھوڑنا ہے۔ عدالتیں جو فیصلہ کرتی ہیں اور عدالتیں جس کو سزا دیتی ہیں وہ ہمارے پاس آتے ہیں تو ان کی نگہداشت اور نگہبانی ہمارے ذمہ ہے۔ قانون کے مطابق بچے چھ سال تک اپنی ماں کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔

یہ کسی کو زبردستی نہیں رکھتے، ان کی ماں کی چوائس ہوتی ہے کہ اگر وہ اپنے بچے کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتی ہے تو اس کو قانون اجازت دیتا ہے اور اگر وہ نہیں رکھنا چاہتی تو عدالت ہی اس بچے کو اس کے کسی وارث کے سپرد کرے گی اور اس میں ہمارا کوئی کام نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! انہوں نے بڑا valid جواب دیا ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: میں مانتا ہوں کہ عدالتیں ہی کسی کو پابند سلاسل کرتی ہیں اور عدالتیں ہی کسی کو رہا کرتی ہیں لیکن میں بنیادی انسانی حقوق کی بات کر رہا ہوں کہ جو قیدی ان کی custody میں ہیں، یہ ان کے custodian ہیں اور ان کے بنیادی انسانی حقوق کا خیال رکھنا محکمہ جیل خانہ جات کا کام ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ تو خیال رکھ رہے ہیں۔ اب ان کی بات تو جائز ہے کہ عدالتیں ہی فیصلہ کرتیں ہیں کہ کس کو جیل میں رکھنا ہے تو اس میں جیل خانہ جات کا کیا قصور ہے؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں بات کر رہا ہوں کہ وہاں پر جب یہ ان کو custody میں رکھتے ہیں تو وہ ان کی custody میں ہوتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر سہولیات کے حوالے سے کوئی شکایت ہے تو منسٹر صاحب کو وہ بتائیں تاکہ وہ اس کا ازالہ کر سکیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال اسی سلسلے میں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ وہی سوال کریں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! یہاں جواب میں کہا گیا ہے کہ شیر خوار بچے کی پرورش ماں کے زیر سایہ صحیح طور پر ہو سکتی ہے تو جب ہم صحیح طور پر پرورش کی بات کرتے ہیں تو اس کے کچھ تقاضے ہیں۔ اگر تو وہ تقاضے پورے ہو رہے ہیں تو ہم یہ بات ماننے کو تیار ہیں اور اگر وہ تقاضے پورے نہیں ہو رہے ہیں تو پھر صحیح طور پر پرورش کا جو دعویٰ ہے ہم اس کو ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ اب صحیح پرورش کی جب بات ہوتی ہے تو وہ ایک بے کس مجبور ماں جو خود قید میں ہے۔ میں خود سیاسی قیدی کی حیثیت سے جیل یاترا کر چکا ہوں۔ جہاں پر کچا سالن دیا جاتا ہے، کچی روٹی دی جاتی ہے، پینے کا صاف پانی نہیں ہے، موسمی اثرات سے بچنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے، سردی سے نہیں بچ سکتے، گرمی سے نہیں بچ سکتے اور ہنگامی حالات میں چیک اپ کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ جب یہ ساری سہولتیں ہی نہیں ہیں تو پھر

یہ صحیح پرورش کا دعویٰ کس طرح کیا گیا ہے؟ یہ ذرا ہمیں بھی بتا دیا جائے تا کہ ہماری information میں بھی یہ بات آ جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کے knowledge میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ الحمدللہ تمام خواتین جن کو عدالت جیل بھیجتی ہے ہم ان کی condition اور صورتحال کے مطابق تمام سہولتیں مہیا کرتے ہیں۔ جیل میں خواتین ڈاکٹر بھی چوبیس گھنٹے موجود ہیں اور حاملہ خواتین کے لئے ایک علیحدہ diet پروگرام ہے۔ اگر کہیں تو اس کی detail بھی میں دے دیتا ہوں۔ بچوں کے لئے علیحدہ diet پروگرام ہے اور شیر خوار مائیں جو دودھ پلاتی ہیں ان کے لئے علیحدہ diet پروگرام ہے۔ یہ diet پروگرام اور جیلوں کا مینو Institute of Food Sciences and Technology Agricultural University Faisalabad کا دیا ہوا ہے اور یہ ہم نے نہیں بنایا۔ میں پرانی بات کا تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہاں کہیں نہ کہیں انسان سے غلطی سرزد ہو سکتی ہے۔ یہ جہاں بھی ہوتی ہے میں خود وہاں پہنچتا ہوں، ہوم سیکرٹری صاحب کے حکم پر عملہ پہنچتا ہے اور اس کو سخت سے سخت سزا دیتے ہیں لیکن یہ قصہ ماضی ہے کہ جب وہاں کوئی خوراک اچھی نہیں ہوتی یا کھانے کا انتظام اچھا نہیں ہوتا تھا۔ معزز ممبر کو میں دعوت دوں گا کہ جب مرضی چاہیں میرے ساتھ کسی بھی جیل کا surprise visit کر لیں، میں ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں اور ان کا جیل میں جانے کا تجربہ لگتا ہے پرانا ہے نیا نہیں ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جن کا سوال ہے پہلے وہ تو مطمئن ہو جائیں۔ چودھری صاحب! کھڑے ہوئے ہیں جنہوں نے محنت کی ہے اور جن کا سوال ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں ان سے اجازت لے لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر وہ اجازت دیتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں انہیں اجازت دیتا ہوں کہ وہ ضمنی سوال کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پھر یہ آخری ضمنی سوال ہو گا۔ جی، شیخ صاحب! آپ سوال کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ جو سوال شیر خوار بچوں کے حوالے سے ہے اس پر جو میرے فاضل دوست نے اپنا stance یہاں پر رکھا ہے، انہوں نے اسلامی تاریخ کا ریفرنس کوٹ کیا ہے، نبی پاک ﷺ کے حوالے سے بھی انہوں نے مثال دی ہے اور ایک سورۃ بھی پڑھ کر یہاں سنائی ہے۔ اس میں میرے بھائی وزیر موصوف نے جو جواب دیا ہے وہ بالکل irrelevant ہے۔ اب جو انہوں نے جواب دیا ہے وہ بھی اس حوالے سے irrelevant ہے کہ وہ بات کچھ پوچھ رہے ہیں اور میرے بھائی یہ جواب دے رہے ہیں کہ ان کا جو nutrition plan تیار کیا ہے، بات ایگریکلچر یونیورسٹی یا nutrition plan کی نہیں ہو رہی بلکہ بات یہ ہو رہی ہے کہ ہمارا جو August House ہے اس میں اگر کوئی ایسا critical question آجائے تو یہ پورے ایوان کی امانت ہوتا ہے اور پورا پنجاب اس ایوان پر نظریں جمائے بیٹھا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ ضمنی سوال کریں، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ شیر خوار بچوں کے حوالے سے legislation ہونی چاہئے کہ جن ماؤں کے شیر خوار بچے ہیں ان کے حوالے سے ہمیں یہاں پر legislation کرنی چاہئے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: پھر آپ نے ان کے جواب کو کس طرح irrelevant کہا ہے؟ آپ سیدھی بات کہیں، آپ قرارداد لے کر آئیں اور اس پر legislation کروالیں۔ منسٹر صاحب نے تو صحیح جواب دیا ہے کہ یہ عدالتوں کا کام ہے کہ کن وارثوں کو بچے ساتھ رکھنے کی اجازت دیتے ہیں اور کس عورت کو وہ سزا دیتے ہیں۔ اس میں جیل خانہ جات کا کیا کام ہے؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ Honourable Supreme Court of Pakistan کا اس حوالے سے ایک حکم بھی ہے۔ وہ بھی آپ ملاحظہ فرمالیں مجھے اس کا صحیح صفحہ نمبر یاد نہیں ہے۔ Honourable Supreme Court نے اس میں ایک مقدمہ میں hold کیا ہے کہ جتنی بھی شیر خوار بچوں کی مائیں ہوں گی یا حاملہ خواتین ہوں گی ان کو مقدمے میں bailout کیا جائے گا۔ اس کو بھی آپ دیکھ لیں اور میرا اس پر دوسرا concern یہ ہے کہ اگر ایک خاتون جو کہ حاملہ ہے اور وہ معاشرے سے ستائی ہوئی کسی جرم کا ارتکاب کر دیتی ہے، اس حوالے سے ظاہر بات ہے کہ جو جیل خانہ جات کے جوابات آرہے ہیں وہ تو اس حوالے سے ٹھیک ہیں کہ کسی کو گرفتار کیا اور اس کو اندر

جیل میں رکھ دیا لیکن اس میں جو ان کے rules کا حوالہ دیا گیا ہے، اگر ہم اس میں کوئی legislation لے کر آئیں اور ان بچوں کے مستقبل کے حوالے سے کیا لائحہ عمل تیار کرنا چاہئے اس پر میرا بڑا concern ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ اس پر کچھ فرمائیں۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں فاضل ممبر سے عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارا کام کسی کو رہا کرنا، چھوڑنا یا اندر لانا نہیں ہے۔ یہ قانون سازی وفاقی حکومت کا کام ہے لیکن جو حاملہ خواتین ہوں یا بچوں والی خواتین ہوں ان کو سہولتیں دینا۔ ڈاکٹر اس کو جو recommend کرتا ہے اس کے مطابق تمام سہولتیں دینا اور نگہداشت کرنا ہماری ذمہ داری ہے اس میں انشاء اللہ کوئی کوتاہی نہیں ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ کی طرف سے ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! .On her behalf

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! .On her behalf

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پہلے احمد خان صاحب نے کہا ہے آپ ضمنی سوال کر لیجئے گا۔ جی، احمد خان بلوچ صاحب! سوال نمبر بولئے گا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! سوال نمبر 858 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ حنا پرویز بٹ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*858: **محترمہ حنا پرویز بٹ:** کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں جیلوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا پنجاب کی تمام جیلوں میں خواتین قیدیوں کے لئے علیحدہ بیرکیں موجود ہیں؟

(ج) کیا یہ ممکن ہے کہ خواتین قیدیوں کے لئے علیحدہ جیلوں کا اہتمام کیا جائے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) پنجاب میں جیلوں کی تعداد 32 ہے۔

(ب) پنجاب کی 21 جیلوں میں جہاں خواتین مقید ہیں وہاں ان کے لئے علیحدہ بیرکیں بنائی گئی ہیں جن میں پردہ اور چار دیواری کا خاص اہتمام کیا گیا ہے اس کے علاوہ ملتان میں خواتین قیدیوں کے لئے علیحدہ جیل بھی موجود ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ ممکن ہے کہ خواتین قیدیوں کے لئے علیحدہ جیلیں بنائی جائیں اور اس وقت خواتین اسیران کے لئے زنانہ جیل ملتان میں موجود ہے۔

مزید برآں حکومت پنجاب ڈسٹرکٹ راولپنڈی میں بھی خواتین کے لئے علیحدہ جیل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے لئے زمین تلاش کی جا رہی ہے اور اس سلسلہ میں ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر راولپنڈی سے خط و کتابت بھی جاری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا خواتین قیدیوں کے لئے علیحدہ جیلیں بنانا ممکن ہے؟ جواب میں بھی کہا گیا ہے کہ ممکن ہے۔ اگر زنانہ جیلیں بنانا ممکن ہے تو پھر ہر ڈویژن میں ایک زنانہ جیل کیوں نہیں بنائی جاتی؟ جیسا کہ ملتان میں زنانہ جیل ہے کیونکہ زنانہ اور مردانہ جیل ایک ہونا بہت ظلم کی بات ہے۔ وہاں مرد عملہ ہوتا ہے، ان کا آنا جانا، ہر وقت مردوں کی آمد و رفت رہتی ہے، عورتیں، مرد اکٹھے رہتے ہیں، اگر ممکن ہے تو پھر میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہر ڈویژن میں زنانہ جیل کیوں نہیں بنائی جاتی؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! ہر ڈسٹرکٹ میں زنانہ خواتین وارڈ موجود ہیں۔ پنجاب میں صرف ملتان میں خواتین جیل ہے اب ملتان میں اس وقت ساڑھے تین سو قیدیوں کی capacity ہے اور اس میں صرف سو قیدی خواتین ہیں۔ پورے پنجاب میں کل آٹھ سو خواتین قیدی ہیں ان کو facilitate کرنے کے لئے اگر آپ سب کو ملتان جیل میں رکھیں گے تو ان کے ملاقاتیوں اور لواحقین کو پریشانی ہو گی۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر ڈسٹرکٹ میں ایک وارڈ بنا دیا گیا ہے جو مخصوص خواتین کا وارڈ ہے جس میں مرد حضرات کا داخلہ منع ہے۔ جہاں خواتین کے تحفظ اور پردے کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ خواتین پروٹیکشن بل کے بعد ہزاروں کی تعداد میں کئی سو خواتین رہا ہو گئی

ہیں اب تو جیلوں میں بہت کم خواتین رہ گئی ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ جو خواتین قیدی رہ گئی ہیں یہ بھی رہا ہو جائیں اور جیلوں میں کم خواتین آئیں تو اس میں پریشانی والی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں نے ڈسٹرکٹ کا نہیں کہا، میں نے ڈویژن وار کہا ہے اگر آٹھ ڈویژن ہیں تو آٹھ جیلیں بنا دی جائیں۔ انہوں نے خود کہا ہے کہ راولپنڈی میں ہم جیل بنانے کے لئے مذاکرات کر رہے ہیں اور ممکن بھی ہے تو پھر کیوں جیلیں نہیں بنائی جا رہی ہیں، چاہے آٹھ سو خواتین ہیں، ہزار ہیں یا دو ہزار ہیں ان کو کیوں اکٹھا رکھا جا رہا ہے؟ اس میں آسانی سے جیلیں بن سکتی ہیں تو عورتوں اور مردوں کی جیلیں علیحدہ کیوں نہیں ہیں۔ میں ڈسٹرکٹ کا اس لئے نہیں کہہ رہا، میں کہتا ہوں کہ ان کی تعداد تھوڑی ہے تو ڈویژن میں خواتین کے لئے علیحدہ جیلیں بنا دیں۔ اگر ہماری خواتین، ماؤں بہنوں سے کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو ان کو علیحدہ کیوں نہیں رکھا جاتا؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! اگر اوسطاً دیکھا جائے تو ہر ڈسٹرکٹ میں پندرہ سے بیس خواتین قیدی ہیں اب ایک جیل بنانے کے لئے پچاس کروڑ روپے سے زاید خرچہ آتا ہے۔ اگر فاضل ممبر کو کسی ڈسٹرکٹ میں خواتین بیرک میں کسی سہولت، پردے یا تحفظ کے حوالے سے کوئی شکایت ہے تو یہ بتائیں اس کو دور کیا جا سکتا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ دس سے پندرہ خواتین کے لئے ہر ڈسٹرکٹ میں پچاس کروڑ روپے لگا کر جیل بنا دی جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! آپ جلدی سے ضمنی سوال کر لیں۔ وقفہ سوالات کا وقت ختم ہونے والا ہے۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال ہے کہ اس وقت پورے پنجاب میں خواتین قیدیوں کی تعداد کتنی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! اس وقت پورے پنجاب میں تقریباً آٹھ سو خواتین قیدی ہیں جس میں 92 خواتین قیدی بچوں کے ساتھ ہیں۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! جیلوں میں کتنی خواتین قیدیوں نے بچوں کو جنم دیا ہے، ان کی تعداد بتائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! مختلف جیلوں میں کل 118 بچے اپنی ماؤں کے ساتھ رہ رہے ہیں۔ جن کی عمر چھ سال سے کم ہے اور مائیں انہیں جیل میں رکھنے پر راضی ہیں۔ ہم راضی نہیں ہیں ان کی ماؤں کا اختیار ہے کہ اگر وہ اپنے بچوں کو اپنے ساتھ رکھنا چاہیں تو رکھ سکتی ہیں۔ ہاں! ہم ان کی خوراک، نگہداشت اور تعلیم کا بندوبست ضرور کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

جیلوں میں ماؤں کے ساتھ رہنے والے شیر خوار بچوں کی تفصیلات

*859: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شیر خوار اور چھوٹے بچے اپنی ماؤں کے ساتھ جیلوں میں ہی رہتے ہیں؟

(ب) اپنی قیدی ماں کے ساتھ رہنے کے مستحق بچے کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ کتنی عمر مقرر ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ شیر خوار اور چھوٹے بچے اکثر و بیشتر اپنی ماؤں کے ساتھ جیلوں میں رہتے ہیں لیکن اس میں متعلقہ خواتین اسیران کی مرضی شامل ہوتی ہے تاہم اگر وہ چاہیں تو اپنے بچوں کو متعلقہ عدالت کی اجازت سے جیل سے باہر اپنے عزیز واقارب کے پاس بھجوا سکتی ہیں۔ پاکستان پریزن رول قاعدہ نمبر 326 کے مطابق چھ سال کی عمر تک کے بچے اپنی اسیر ماؤں کے ساتھ جیل میں رہ سکتے ہیں جبکہ چھ سال سے زیادہ کے بچے ان کے خونی رشتہ داروں کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں اگر کسی ماں کو اپنے لواحقین کے متعلق کوئی تحفظات ہوں تو ان کے بچے ضلعی انتظامیہ / متعلقہ عدالت کی اجازت سے SOS اور چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر ہومز منتقل کر دیئے جاتے ہیں ان بچوں کو پاکستان پریزن رول 489

کے مطابق روزانہ کی بنیاد پر انتہائی معیاری خوراک مہیا کی جاتی ہے جس میں ایک (1) دودھ 467 گرام، (2) چینی 29 گرام، (3) چاول 117 گرام، اس کے علاوہ دودھ پلانے والی ماؤں کو بھی روزانہ کی بنیاد پر 500 گرام دودھ مہیا کیا جاتا ہے اور ان بچوں کے لئے کھیل کود کا سامان جس میں جھولے، کھلونے، کیرم بورڈ اور ٹی وی وغیرہ کی سہولیات شامل ہیں جن سے یہ بچے لطف اندوز ہوتے ہیں اس کے علاوہ جہاں تک ممکن ہو سکے ان بچوں کی تعلیم کا بندوبست بھی کیا جاتا ہے جبکہ ان خواتین نے یہ بچے اپنی مرضی اور عدالتی احکامات کے مطابق رکھے ہوئے ہیں اور ان میں کوئی بچہ بھی شیر خوار نہ ہے اور اس کے علاوہ ہر ماہ میں دو مرتبہ سیشن جج صاحبان دورہ کرتے ہیں اور اگر کسی خاتون کو کوئی شکایت ہو تو اس کا موقع پر ازالہ کیا جاتا ہے لہذا فاضل ممبر اسمبلی کے خدشات حقیقت پر مبنی نہ ہیں۔ ہاں یہ درست ہے کہ ہمیں ایسا معاشرہ تخلیق کرنا چاہئے جس میں کوئی جرم ہو اور نہ ہی ایسے حالات درپیش ہوں جس میں ایسے معصوم فرشتوں کو اپنے اطمنانہ سے دور رہنا پڑے۔

(ب) پاکستان پریزن رولز 1978 کے قاعدہ نمبر 326 کے تحت چھ سال تک کی عمر کے بچے اپنے ماؤں کے پاس اندر جیل میں رہ سکتے ہیں۔

صوبہ میں خواتین کی جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*885: محترمہ شُنیلا رُوت: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں اس وقت خواتین کے لئے کتنی جیلیں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ہر جیل میں کتنی عورتیں بند ہیں؟

(ج) ان قیدی / حوالاتی عورتوں کو ان جیلوں میں کیا کیا سہولیات حکومت فراہم کرتی ہے؟

(د) تمام جیلوں میں بند خواتین کے لئے کیا انتظامات ہیں کیا ان کے لئے علیحدہ سے سیل ہیں کیا ان جیلوں میں ان قیدی عورتوں کی عزت و نفس کا خیال رکھا جاتا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت جیلوں میں قید خواتین کی ترقی کے لئے کوئی ایسا پروگرام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ ہر قیدی خاتون جیل سے رہا ہونے کے بعد عزت کی زندگی گزار سکے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) اس وقت صوبہ پنجاب میں خواتین کے لئے الگ سے صرف ایک جیل موجود ہے جو ملتان میں واقع ہے اور اس کا نام زنانہ جیل ملتان ہے اس کے علاوہ پنجاب کی مختلف جیلوں میں ان خواتین کے لئے کہ جن کے مقدمات زیر التواء ہوں علیٰحدہ وومن وارڈ موجود ہیں۔ان وومن وارڈز پر صرف لیڈی سٹاف کو ہی تعینات کیا جاتا ہے اور یہ وومن وارڈ باقی جیل سے قطعی طور پر علیٰحدہ ہوتے ہیں۔

(ب) پنجاب کی تمام جیلوں میں بند خواتین کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب کی تمام جیلوں میں خواتین اسیران کو بمطابق قانون تمام سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

1. کھانا بمطابق سکیل دیا جا رہا ہے میڈیکل کی ہر سہولت میسر ہے فی میل ڈاکٹرز تعینات ہیں جو خواتین اسیران کو ہر ممکن میڈیکل سہولت دے رہی ہیں۔ایمرجنسی کی صورت میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں سے ڈاکٹرز آکر ان کا علاج معالجہ کرتی ہیں۔
2. خواتین اسیران کو طبی سہولیات کی فراہمی کے لئے ان کی بیرکوں میں چھوٹے پیمانے پر ڈسپنسریاں بنائی گئی ہیں جو کہ بنیادی سہولیات سے مزین ہیں اور ادویات سرکاری و غیر سرکاری (این جی اوز) دونوں ذرائع سے فراہم ہوتی ہیں سرکاری ہسپتال سے ہر پندرہ روز کے بعد سپیشلسٹ ڈاکٹر / گائناکالوجسٹ وزٹ کرتی ہیں غرضیکہ علاج معالجہ سے متعلق ہر قسم کی سہولیات میسر ہیں۔
3. مذہبی اور نصابی تعلیم کا بھی مکمل اہتمام کیا گیا ہے۔بچوں اور قیدی خواتین کو تعلیم سے بہرہ ور کرنے کے لئے جمعیت تعلیم القرآن کی جانب سے لیڈی ٹیچر متعین ہیں جو ان کو دینی تعلیم فراہم کرتی ہیں مزید یہ کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے سکول بھی خواتین وارڈ میں قائم کئے گئے ہیں جس میں ان بچوں کی تعلیم و تربیت کی جاتی ہے جو کہ اپنی ماؤں کے ہمراہ جیل میں مقید ہیں اور یہ سکول مکمل طور پر فری تعلیم فراہم کرتے ہیں۔
4. خواتین وارڈ کی بارکوں اور دیگر بارکوں میں ائر کولر اور ٹھنڈے پانی کے الیکٹرک واٹر کولر بھی نصب ہیں۔
5. نادار اور مفلس خواتین قیدی اسیران کو مستقل بنیاد پر Free Legal Aid کی فراہمی کے لئے اہتمام کیا جاتا ہے۔
6. تمام اسیران خصوصاً قیدی خواتین اور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے انہیں وقتاً فوقتاً مختلف مواقع پر کپڑے، جوتے، گرم سوئیٹر، کمبل وغیرہ اور موسم کی مناسبت سے مطلوبہ اشیاء فراہم کی جاتی ہیں۔

7. مختلف جیلوں میں لیڈی سوشل ویلفیئر آفیسر موجود ہیں اور محکمہ سوشل ویلفیئر کی طرف سے قیدی خواتین کو ایمبرائیڈری / سلائی کڑھائی سکھائی جاتی ہے تاکہ خواتین یہ کام سیکھ کر رہا ہو کر اپنی روزی باعزت طریقے سے کمانے کے قابل ہو سکیں۔

(د) خواتین اسیران کے لئے جیلوں میں علیحدہ وارڈز ہیں جہاں پر ان کو جیل قوانین کے مطابق رکھا جاتا ہے اور تمام سہولتیں بمطابق قواعد مہیا کی جاتی ہیں یہ وارڈز دیگر جیل سے بالکل الگ حصے میں ہوتے ہیں جس میں مرد حضرات کا داخلہ قطعی طور پر ممنوع ہوتا ہے اور صرف لیڈی آفیسران کی سربراہی میں اپنی ڈیوٹیاں سرانجام دیتی ہیں ان تمام اقدامات کی وجہ سے خواتین اسیران کی عزت و نفس بالکل محفوظ ہے۔

(ہ) جیلوں میں لیڈی سوشل ویلفیئر آفیسر موجود ہیں اور محکمہ سوشل ویلفیئر کی طرف سے قیدی خواتین کو ایمبرائیڈری / سلائی کڑھائی سکھائی جاتی ہے تاکہ خواتین یہ کام سیکھ کر رہا ہو کر اپنی روزی باعزت طریقے سے کمانے کے قابل ہو سکیں مستقبل میں مزید ووکیشنل ٹریننگ پروگرام مختلف این جی اوز کے تعاون سے کرائے جانے کا پروگرام بھی ہے۔

لاہور: جیلوں میں قیدیوں اور حوالاتیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1150: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور کی کیمپ جیل اور کوٹ لکھپت جیل میں اس وقت کتنے قیدی اور حوالاتی موجود ہیں؟

(ب) ان جیلوں میں کتنے قیدی اور حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ج) ان جیلوں میں قیدیوں کو کیا سہولیات میسر ہیں؟

(د) ان جیلوں میں عملہ کی تعداد کے بارے میں بھی گریڈ وار آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف)

1۔ مورخہ 25-09-2013 کو کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں / حوالاتیوں کی تعداد 2987 تھی۔

2۔ مورخہ 25-09-2013 کو سنٹرل جیل لاہور میں قیدیوں / حوالاتیوں کی تعداد 3587 تھی۔

(ب)

1۔ کیمپ جیل لاہور میں 1050 قیدی / حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے۔

2۔ کوٹ لکھپت جیل لاہور میں 1406 قیدی / حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ج) لاہور کی دونوں جیلوں میں بمطابق قانون تمام سہولیات میسر ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1. کھانا بمطابق سکیل دیا جارہا ہے میڈیکل کی ہر سہولت میسر ہے 03 میل ڈاکٹرز اور 02 فی میل ڈاکٹرز تعینات ہیں جو اسیران کو ہر ممکن میڈیکل سہولت دے رہے ہیں۔
2. اسیران کو طبی سہولیات کی فراہمی کے لئے جیلوں میں چھوٹے پیمانے پر ہسپتال بنائے گئے ہیں جو کہ بنیادی سہولیات سے مزین ہیں اور ادویات سرکاری وغیر سرکاری (این جی اوز) دونوں ذرائع سے فراہم ہوتی ہیں سرکاری ہسپتال سے ہر پندرہ روز کے بعد سپیشلسٹ ڈاکٹر وزٹ کرتے ہیں جناح ہسپتال لاہور اور جنرل ہسپتال سے گائناکالوجسٹ بھی روزانہ وزٹ کرتی ہیں غرضیکہ علاج معالجہ سے متعلق ہر قسم کی سہولیات تمام اسیران کو میسر ہیں۔

مذہبی اور نصابی تعلیم کا بھی مکمل اہتمام کیا گیا ہے سوائے over crowding تمام اسیران کو بطابق قانون ہر سہولت حاصل ہے۔مرد اسیران، بچوں اور قیدی خواتین کو تعلیم سے بہرہ ور کرنے کے لئے جمعیت تعلیم القران کی جانب سے مرد ٹیچرز اور ایک لیڈی ٹیچر متعین ہے جو ان کو دینی تعلیم فراہم کرتے ہیں مزید یہ کہ بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے ایک سکول خواتین وارڈ میں قائم کیا گیا ہے جس میں ان بچوں کی تعلیم وتربیت کی جاتی ہے جو کہ اپنی ماؤں کے ہمراہ جیل میں مقید ہیں اور یہ سکول مکمل طور پر فری تعلیم فراہم کرتا ہے۔

3. خواتین وارڈ کی بارکوں اور دیگر بارکوں میں ائر کولر اور ٹھنڈے پانی کے الیکٹرک واٹر کولر بھی نصب ہیں۔

نادار اور مفلس قیدی اسیران کو مستقل بنیاد پر Free Legal Aid کی فراہمی کے لئے اہتمام کیا جاتا ہے۔

4. تمام اسیران خصوصاً قیدی خواتین اور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے انہیں وقتاً فوقتاً مختلف مواقع پر کپڑے، جوتے، گرم سوئیٹر، کمبل وغیرہ اور موسم کی مناسبت سے مطلوبہ اشیاء فراہم کی جاتی ہیں۔

(د) ڈسٹرکٹ جیل لاہور اور سنٹرل جیل لاہور میں تعینات عملے کی گریڈ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بہاولپور جیل کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*1151: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں بچوں کے لئے علیحدہ جیل موجود ہے؟

(ب) اس جیل کا رقبہ کتنا ہے، اس رقبہ کو کس کام کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ بہاولپور میں بچوں کے لئے علیحدہ جیل موجود ہے۔

(ب) کل رقبہ 26 ایکڑ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	ایکڑ	کنال	مرلہ
جیل بلڈنگ رقبہ	13	0	0
رہائشی کالونی	7	0	0
زرعی رقبہ	6	0	0
کل رقبہ	26	0	0

راولپنڈی: اڈیالہ جیل کے ہسپتال میں بیڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1246: **محترمہ زیب النساء اعوان:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں کتنے بیڈز کا ہسپتال ہے ہسپتال کا کل کتنا عملہ ہے، نام، عہدہ اور گریڈ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ہسپتال میں قیدیوں کے لئے کون کون سی سہولتیں میسر ہیں؟

(ج) کیا مذکورہ جیل کے ہسپتال میں مریضوں کے ٹیسٹ کروانے کے لئے سہولیات موجود ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) اس ضمن میں تحریر خدمت ہے کہ اڈیالہ جیل کا ہسپتال 60 بیڈز پر مشتمل ہے جیل ہسپتال میں کام کرنے والے عملے کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ سینئر میڈیکل آفیسر ڈاکٹر ہمایوں انور میر، گریڈ (17)

2۔ لیڈی ڈاکٹر شازیہ، گریڈ (17)

3۔ نرسنگ اسسٹنٹ شکیل احمد، گریڈ (14)

4۔ ڈسپنسر محمد ارسلان، گریڈ (06)

5۔ LHV شہناز گل، گریڈ (08)

6۔ ڈینٹل اسسٹنٹ احمد کمال، گریڈ (05)

7۔ لیب اسسٹنٹ تقی شاہ، گریڈ (05)

(ب) جیل ہسپتال میں قیدیوں کے علاج معالجہ کے لئے درج ذیل سہولیات میسر ہیں:
لیبارٹری میں خون کا ٹیسٹ، پیشاب کا ٹیسٹ، خون میں شوگر کی مقدار معلوم کرنے کے ٹیسٹ ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ ایکسرے یونٹ، ڈینٹل یونٹ، دو عدد ایمبولینس، الٹراساؤنڈ یونٹ، ای سی جی مشین، آکسیجن سلنڈر، ہیٹ سٹروک روم، ادویات کی بروقت فراہمی وغیرہ کی سہولیات میسر ہیں۔

(ج) جیل ہسپتال میں قیدیوں / حوالاتیوں کے لئے ٹیسٹ کروانے کی سہولت موجود ہے اور لیبارٹری موجود ہے۔لیبارٹری میں موجود ٹیسٹوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

- خون کا ٹیسٹ
- پیشاب کا ٹیسٹ
- خون میں شوگر کی مقدار معلوم کرنے کا ٹیسٹ

راولپنڈی، اڈیالہ جیل میں قیدیوں کی تعداد و توسیع کی تفصیلات

*1247: **محترمہ زیب النساء اعوان:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں اس وقت کتنے قیدی / حوالاتی ہیں؟

(ب) اس جیل میں اس وقت گنجائش سے زیادہ کتنے قیدی / حوالاتی قید ہیں؟

(ج) یہ جیل کتنے رقبہ پر مشتمل ہے، اس کی عمارت کتنے رقبہ پر ہے نیز زرعی رقبہ کی تفصیل بھی بیان کریں؟

(د) اس جیل میں کتنی بیرکس اور سیل ہیں؟

(ہ) اس جیل کے سال 12-2011 اور 13-2012 کے اخراجات بتائیں؟

(و) کیا حکومت اس جیل کو قیدیوں / حوالاتیوں کی تعداد کے مطابق توسیع دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) مورخہ 25-09-2013 کو اڈیالہ جیل میں 4429 قیدی / حوالاتی مقید ہیں۔

(ب) اڈیالہ جیل میں اس وقت مورخہ 25-09-2013 کو 4429 اسیران مقید ہیں جبکہ 2056 اسیران کی گنجائش ہے اس طرح 2373 اسیران گنجائش سے زیادہ بند ہیں۔

(ج) اڈیالہ جیل کے رقبہ کی تفصیل درج تفصیل ہے:-

کل رقبہ	=	75ایکڑ
عمارت کا رقبہ	=	42ایکڑ
زرعی رقبہ	=	08کنال

(د) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں بیرکس اور سیل کی تفصیل درج ذیل ہے:-

کمسن اسیران بارک	=	01عدد
بیرکیں ڈبل سٹوری	=	08عدد (5عدد بیرکیں قیدیوں اور 3عدد بارکیں برائے حوالاتی)
A کلاس وارڈ	=	01عدد
Bکلاس	=	01عدد
خواتین وارڈ	=	02عدد
نوعمر وارڈ	=	01عدد
Segregation Block	=	48عدد
سزائے موت کوٹھڑیاں	=	100عدد

(ہ) اخراجات 2011-12 = -/30128190روپے

اخراجات 2012-13 = -/346677584روپے

(و) جی ہاں! حکومت اس جیل کو حوالاتیوں اور قیدیوں کی تعداد مطابق توسیع دینے کا ارادہ رکھتی ہے اس وقت خطرناک اسیران کو بند کرنے کے لئے ہائی سکیورٹی بیرک برائے 76اسیران اور 32عدد سزائے موت کے سیل کی تعمیر کا کام جاری ہے جو جلد پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا جس سے قیدیوں کی مشکلات کم ہوں گی۔

پنجاب کی جیلوں میں کرپشن و بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*1697: ڈاکٹر محمد افضل: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک سرکاری خفیہ ادارے کی رپورٹ کے مطابق پنجاب کی تمام جیلوں میں رشوت کا ٹھیکہ ہوتا ہے اور سنٹرل جیل ساہیوال، کیمپ جیل لاہور، اڈیالہ جیل راولپنڈی اور سنٹرل جیل فیصل آباد بالترتیب پہلے سے چوتھے نمبر زپر ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ قیدی مشقت نہ کرنے، موبائل فون اور منشیات استعمال کرنے کے لئے جیل حکام کو پیسے دیتے ہیں؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے جیلوں میں جرائم پر قابو پانے کے لئے کوئی اقدامات اٹھائے ہیں، تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) متعلقہ جیلوں کی بابت نہ تو کوئی خفیہ رپورٹ جاری ہوئی اور نہ ہی کوئی ٹھیکہ سسٹم / رشوت الزامات میں کوئی صداقت ہے۔ جیلوں پر تمام معاملات بمطابق جیل قوانین چلائے جارہے ہیں۔ جیلوں کے اندر اسیران کے ساتھ قانون کے مطابق مساوی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ ملازمین کی ڈیوٹیاں ماہانہ بنیادوں پر قواعد کے تحت تبدیل کی جاتی ہیں۔ نیز سپرنٹنڈنٹس جیل روزانہ کی بنیاد پر اندرون جیل دورہ کرتے ہیں۔ دوران دورہ اسیران کو مہیا کردہ سہولیات اور درپیش مشکلات کا جائزہ لیا جاتا ہے اور موقع پر ان کا تدارک کیا جاتا ہے نیز محکمہ ہذا کی طرف سے اسیران کی فلاح و بہبود کے لئے خاطر خواہ انتظامات کئے گئے ہیں خاص طور پر جیلوں میں واٹر فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب نیز ٹھنڈے پانی کے لئے واٹر چلرز اور ہینڈ پمپس وغیرہ لگوائے گئے ہیں۔ غریب اور مستحق اسیران کو روزمرہ کی ضروریات زندگی کی فراہمی مخیر حضرات کے تعاون سے پورا کرنے کی کوششیں مسلسل کی جارہی ہیں جس میں کپڑوں و دیگر ضروریات زندگی کی اشیاء مہیا کرنے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ بیمار اسیران کے لئے جیلوں کے ہسپتالوں کو تمام تر ادویات مہیا کی جارہی ہیں جس کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے مناسب بجٹ فراہم کیا گیا ہے۔ نیز بعض جیلوں پر طبی آلات سے آراستہ کیا گیا ہے۔ جس میں ایکسرے یونٹ، ای سی جی، ڈینٹل چیئرز وغیرہ اور الٹرا ساؤنڈ مشین مہیا کی جا چکی ہیں جبکہ قرشی فاؤنڈیشن کے تعاون سے مختلف جیلوں میں ڈسپنسریاں بنائی گئی ہیں جو کہ دن رات اسیران کو فری ادویات فراہم کر رہی ہیں۔ اسیران کی فلاح و بہبود کا کام دن رات ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں مزید گزارش ہے کہ کسی بھی جیل پر کسی قسم کا ٹھیکہ سسٹم رائج نہ ہے اور ایسی شکایات کے لئے اندرون و بیرون جیل محکمہ ہذا کے معزز منسٹر صاحب کے حکم پر شکایت باکسز لگائے جا چکے ہیں جن کی چابیاں متعلقہ ریجن کے ڈی آئی جی صاحبان کے پاس ہوتی ہیں اور وہ اپنے دورہ کے وقت ان باکسز سے تمام تر شکایات نکال کر ان پر قواعد کے تحت فوراً احکامات جاری کرتے ہیں نیز اس کی پوری تفصیل معزز منسٹر صاحب کو بھی ارسال کی جاتی ہے، مزید یہ کہ گورنمنٹ آف پنجاب محکمہ داخلہ کی طرف سے بھی (1124) Help Line کا آغاز کیا جا چکا ہے۔ اس سلسلہ میں مزید گزارش ہے کہ ہر ضلع کے معزز جج صاحبان جیلوں کا ماہانہ بنیاد

پر دورہ کرتے ہیں۔ بد عنوانی و کرپشن میں ملوث جن اہلکاران کو انضباطی کارروائی کرتے ہوئے سزائیں دی گئی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	ہیڈ کلرک	ہیڈوارڈر	وارڈر	سٹورکیپر
05	01	01	06	01

(ب) جیلوں میں ایسے اسیران کو مشقت پر مامور کیا جاتا ہے جن کو بوقت فیصلہ معزز عدالت کی جانب سے قید بامشقت کی سزاء سنائی گئی ہو، مشقت پر مامور کرنے سے قبل بمطابق قوانین قیدی کی صحت، عمر، کسی بھی قسم کی جسمانی معذوری اور ذہنی رجحان کو مدنظر رکھا جاتا ہے تاہم دوران اسیری جیلوں میں اسیران کو مثبت اور مناسب ہنر کی تربیت و مشقت کروائی جاتی ہے تاکہ بعد از رہائی وہ معاشرہ میں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکیں۔ اس مقصد کے لئے جیلوں میں اسیران کے لئے مختلف جیلوں میں فیکٹریاں موجود ہیں جس میں اسیران کو قالین بانی، موٹر وائینڈنگ اور کمپیوٹر کی تربیت دینے کے خاطر خواہ انتظامات کئے گئے ہیں تاکہ اسیران کو ہنر سکھایا جاسکے۔ اس کے علاوہ جیلوں میں مناسب اسلامی تعلیمات کی باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے جس میں کلمہ کلاسز، نماز، ناظرہ وحفظ قرآن پاک کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ الزامات بے بنیاد ہیں کہ اسیران سے مشقت نہ کروائی جاتی ہے نیز بابت موبائل فون کے ضمن میں عرض ہے کہ جیلوں پر اسیران کی تلاشی کا مربوط اور جامع نظام موجود ہے اس کے علاوہ روزانہ کی بنیاد پر بھی اچانک تلاشیاں کروائی جاتی ہیں جس کے نتیجہ میں پنجاب کی تمام جیلوں سے بمطابق ریکارڈ رواں سال میں اب تک 5905 موبائل فون، 1543 عدد موبائل فون سمیں، 1410 عدد چارجرز برآمد کئے گئے۔ مندرجہ ذیل اہلکاران کو قواعد کے مطابق فرائض کی غفلت کے مرتکب ہونے پر انضباطی کارروائی کرتے ہوئے جن کو سزائیں دی گئی ہیں اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

سپرنٹنڈنٹ	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	چیف وارڈر	ہیڈوارڈر	وارڈر	مذہبی ٹیچر
01	01	16	04	12	14	02

(ج) مذکورہ بالا سوالات میں کسی قسم کی صداقت نہ پائی جاتی ہے تاہم محکمہ داخلہ پنجاب کی طرف سے اسیران کو موبائل فون کے غیر قانونی استعمال کو روکنے کے لئے مختلف جیلوں پر جیمرز تنصیب کئے جارہے ہیں مزید برآں یہ کہ مختلف جیلوں پر پی سی اوز کی تنصیب کا کام بھی کیا جا رہا ہے۔ جس سے غیر قانونی موبائل فون کے استعمال کی لعنت ختم ہو جائے گی۔ علاوہ ازیں

جیلوں میں جرائم اور غیر قانونی اشیاء کی سمگلنگ کی روک تھام کے لئے جیل ملازمین اور اسیران کے خلاف فوجداری کارروائی کے لئے جیل حکام کو ہدایات جاری کی جاچکی ہیں۔

ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں قیدیوں کی گنجائش و دیگر تفصیلات

*1867: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں کتنے قیدیوں کی گنجائش ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ جیل میں قیدیوں کی تعداد گنجائش سے زیادہ ہے؟

(ج) اس جیل میں اس وقت کتنے بچے اور عورتیں کس کس جرم میں قید کاٹ رہے ہیں؟

(د) اس جیل میں قیدیوں کے لئے کتنے پنکھے چالو حالت میں ہیں اور کتنے خراب ہیں؟

(ہ) ان پنکھوں اور واٹر کولرز میں جو خراب ہیں حکومت ان کو ٹھیک کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) جیل ہذا میں 1050 قیدیوں کی گنجائش ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ جیل ہذا میں قیدی گنجائش سے زیادہ موجود ہیں جن کی موجودہ تعداد 2867 ہے۔

(ج) جیل ہذا میں اس وقت 18 سال اور اس سے کم عمر کے 62 نوعمر اسیران مختلف جرائم میں مقید ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ خواتین اسیران سنٹرل جیل لاہور کوٹ لکھپت میں مقید ہوتی ہیں۔

(د) 770 میں سے 28 پنکھے خراب تھے جن کو مرمت کروالیا گیا ہے جبکہ فی الوقت کوئی بھی پنکھا خراب نہ ہے۔

(ہ) جیل ہذا میں 15 واٹر کولر موجود ہیں۔ اس کے علاوہ دو عدد واٹر فلٹریشن پلانٹ مع چلر بھی کام کر رہے ہیں۔ پنکھے اور واٹر کولرز چالو حالت میں ہیں۔ جب کبھی کوئی پنکھا اور واٹر کولر خراب ہوتا ہے تو فوری طور پر مرمت کروایا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں قیدیوں کی گنجائش و دیگر تفصیلات

*1868: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں کتنے قیدیوں کی گنجائش ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ جیل میں قیدیوں کی تعداد گنجائش سے زیادہ ہے؟

(ج) اس جیل میں اس وقت کتنے بچے اور عورتیں کس کس جرم میں کتنے عرصہ کی قید کاٹ رہے ہیں؟

(د) اس جیل میں کتنے پنکھے، ائرکولر اور واٹر کولر برائے قیدیاں ہیں؟

(ہ) ان میں سے کتنے خراب ہیں اور کتنے چالو حالت میں ہیں قیدیوں کی تعداد کے مطابق کیا یہ اشیاء پوری ہیں؟

(و) حکومت ان قیدیوں کو کون کون سی سہولیات فراہم کر رہی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں 722 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے جبکہ جیل ہذا پر مورخہ 28-10-2013 کو 2217 اسیران مقید تھے۔

(ب) یہ بات درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں قیدیوں کی تعداد گنجائش سے زیادہ ہے۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں کوئی بچہ بطور قیدی مقید نہ ہے مورخہ 28-10-2013 کو 11 قیدی عورتیں اور چھ سزائے موت کی قیدی عورتیں مقید تھیں جن کے جرائم اور سزاء کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 378 میں سے 25 پنکھے خراب تھے جن کو مرمت کروا لیا گیا ہے جیل ہذا میں سات عدد واٹر کولر اور دو ائر کولر موجود ہیں جبکہ فی الوقت کوئی بھی پنکھا یا واٹر کولر خراب نہ ہے۔

(ہ) تمام پنکھے اور واٹر کولر چالو حالت میں ہیں جب کہ کوئی پنکھا یا واٹر کولر خراب ہوتا ہے اسے فوری مرمت کروایا جاتا ہے۔

(و) خواتین قیدیوں کے لئے علیحدہ خواتین بارکس موجود ہیں جبکہ ان کے آرام اور سونے کے لئے چارپائیاں اور گدے مہیا کئے گئے ہیں اور ان کے علاج معالجہ کے لئے مناسب سہولیات میسر ہیں ہمہ وقت خاتون میڈیکل آفیسر اور لیڈی ہیلتھ ورکر اور ضروری ادویات مع ڈسپنسریاں موجود ہیں۔ خواتین اسیران کو سلائی کڑھائی سکھانے کے لئے خاتون ٹیچر روزانہ باہر سے جیل میں آتی ہے جبکہ اسیران بچوں کو طبی سہولیات کے علاوہ دیگر بالغ اسیران سے علیحدہ رکھا جاتا

ہے۔اسیران بچوں کی رسمی اور مذہبی تعلیم کے لئے ٹیچر مہیا کئے جاتے ہیں۔اسیران بچوں کی تفریح کے لئے کیرم بورڈ اور لڈو کی سہولیات میسر ہیں۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ جناب محمد ثقلین انور سپرا کی تحریک استحقاق ہے۔یہ پڑھی جاچکی ہے، کیا اس تحریک کا جواب آگیا ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس تحریک کو پرسوں تک کے لئے pending فرمادیں تب تک اس کا جواب آجائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک کو پرسوں تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آج کم و بیش تمام اخبارات میں شہ سُرخیوں پر یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ 'پنجاب میں تمام سی این جی سٹیشن، صنعتی اور پاور سیکٹر کو گیس کی فراہمی بند کی جارہی ہے۔' میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ایوان کو نوٹس لینا چاہئے اتنی بڑی تعداد میں سی این جی سٹیشنز کی بندش کے نتیجے میں بہت سے لوگ بے روزگار ہو جائیں گے۔اس کے علاوہ جن لوگوں کی کروڑوں روپے کی investment ہے ان کو بھی بہت پریشانی ہوگی۔ سابقہ ادوار میں بار بار لوگوں کو اس طرف لایا گیا کہ آپ پٹرول سے سی این جی کی طرف شفٹ ہو جائیں۔ باقاعدہ تحریک چلی، گورنمنٹ اور پرائیویٹ سیکٹر میں بسیں بھی سی این جی پر شفٹ کی گئیں کہ یہ ماحول کی بہتری کے لئے بھی ضروری ہے اور جو پٹرول ڈیزل باہر سے آتا ہے اس پر ہمارا foreign exchange خرچ ہوتا ہے اور یہ ساری مہم گزرے کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ اس کے نتیجے میں جو صنعتیں بند ہوں گی اس سے ملک کی معیشت گر جائے گی، کتنے لوگ بے روزگار ہو جائیں گے؟ یہ بہت serious معاملہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ فیصلہ وفاقی حکومت کرتی ہے۔آپ اس پر قرارداد لے کر آئیں پھر ہم اس معاملہ کو دیکھیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ہم اپوزیشن والے اس پر قرارداد لانا چاہتے ہیں۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ آپ کا حق ہے۔ آپ Rules کے مطابق اس پر قرارداد لے آئیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 672/13 یہ میاں محمود الرشید، میاں محمد اسلم اقبال اور محترمہ شُنیلا رُوت کی طرف سے ہے۔ جی، اسے پیش کریں۔

پنجاب یونیورسٹی اور یو ای ٹی یونیورسٹی کی انتظامیہ کی جانب سے ہاسٹلز کا سرچ آپریشن کرنے کی وجہ سے مشکوک افراد کا نجی ہاسٹلز کی طرف رجحان میں اضافہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دُنیا" مورخہ 20۔ستمبر 2013 کی خبر کے مطابق پنجاب یونیورسٹی اور یو ای ٹی لاہور میں دہشت گردوں کی گرفتاری کے بعد سرکاری تعلیمی اداروں کی انتظامیہ نے ہاسٹلز میں پابندیوں کے بعد سرکاری تعلیمی اداروں کی انتظامیہ نے ہاسٹلز میں پابندیاں سخت کر دی ہیں جس کی وجہ سے مشکوک عناصر کا رجحان لاہور میں قائم چار ہزار کے قریب نجی ہاسٹلز کی طرف ہو گیا ہے۔ واضح رہے کہ لاہور کے اطراف میں کئی علاقوں میں نجی ہاسٹلز کا بزنس بڑا کامیابی سے جاری ہے اور لوگوں نے عام بلڈنگوں اور گھروں میں بھی ہاسٹلز کھول رکھے ہیں۔ ماضی میں ان ہاسٹلز سے خطرناک اسلحہ اور دہشتگرد عناصر کی رہائش کا بھی انکشاف ہو چکا ہے۔ اب ایسے وقت میں جب سرکاری تعلیمی اداروں میں سرچ آپریشن جاری ہے تو اس کے باوجود بھی نجی ہاسٹلز حفاظتی اقدامات نہیں کر رہے ہیں۔ پٹیالہ ہاؤس کے ایک پراپرٹی ڈیلر کے مطابق صرف پٹیالہ ہاؤس اور اس سے ملحقہ علاقوں میں دو سو سے زاید گھروں میں ہاسٹلز قائم ہیں اور یہ بزنس زیادہ تر لوگ صرف مال کمانے کے لئے کر رہے ہیں۔ اس کے مطابق بد قسمتی یہ ہے کہ یہ لوگ نئے آنے والوں کی انکوائری کرتے ہیں اور نہ ہی پولیس ڈیپارٹمنٹ کے پاس ان کا کوئی ریکارڈ موجود ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! معزز قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید نے انتہائی اہمیت کی حامل تحریک پیش کی ہے۔ مجھے اس پر next week تک ٹائم دے دیں، میں اس تحریک کا تفصیلاً جواب منگوالوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 673/13 محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، اسے پیش کریں۔

گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج برائے خواتین میں خطیر رقم سے تعمیر بی ایس سی بلاک میں کلاسز کے اجراء میں تاخیر

محترمہ نگہت شیخ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج برائے خواتین ننکانہ میں کلاسز کا اجراء نہ ہو سکا، عمارت کی تعمیر مکمل ہوئے تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ والدین اور طالبات میں مایوسی پائی جاتی ہے۔ تفصیل یوں ہے کہ گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج برائے خواتین ننکانہ صاحب میں 2 کروڑ 58 لاکھ 50 ہزار روپے کی خطیر رقم سے تعمیر ہونے والے بی ایس سی بلاک کی عمارت کی تعمیر مکمل ہوئے تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے مگر اس میں ابھی تک بی ایس سی کی کلاسز کا اجراء نہیں ہو سکا جس کے سبب سینکڑوں طالبات اور ان کے والدین مایوسی کا شکار ہو چکے ہیں۔ جبکہ 30 لاکھ مالیت کا فرنیچر اور لیبارٹریز کا سامان بھی گزشتہ تین سالوں سے بے کار پڑا ہوا ہے اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ فزکس، کیمسٹری اور بیالوجی کی لیبارٹریز سے نامعلوم چور میزوں کو توڑ کر ان سے ٹوٹیاں اور سینک چُرا کر لے گئے ہیں جس کی وجہ سے یہ تینوں لیبارٹریز استعمال سے قبل ہی کھنڈر بن چکی ہیں جو اب تک ملکی خزانے کو لاکھوں روپے کے نقصان کا سبب بن چکا ہے۔ غریب اور متوسط گھرانوں سے تعلق رکھنے والی طالبات ایف ایس سی کر لیتی ہیں۔ انہیں بی ایس سی کی خاطر دوسرے شہروں کے کالجوں میں داخل ہونا پڑتا ہے جس پر اُن کے والدین کو اخراجات برداشت کرنے کی استطاعت نہ ہونے کے باوجود اور دوسرے شہروں کے کالج میں بی ایس سی کی کلاسز شروع نہ ہونے کے باعث ایسی طالبات کو مجبوراً سائنس مضامین کو ترک کر کے اپنی خواہش کے برعکس بی اے کی کلاسز میں داخلہ لینا پڑ رہا ہے۔ گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج برائے

خواتین ننکانہ صاحب کی ابتر حالت اور بی ایس سی کی بروقت کلاسز کا اجراء نہ ہونے کی وجہ سے طالبات کے ساتھ ساتھ ان کے والدین میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ بات درست نہ ہے کہ بی ایس سی بلاک کو مکمل ہوئے تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے بلکہ محکمہ تعمیرات نے مذکورہ عمارت کو سال 2012 میں محکمہ ہائر ایجوکیشن کے حوالے کیا۔ جہاں تک کلاسز کے اجراء کا تعلق ہے، کالج ہذا کی انتظامیہ نے پنجاب یونیورسٹی کے ساتھ بی ایس سی کلاسز کے الحاق کے لئے درخواست جمع کروائی ہوئی ہے اور پنجاب یونیورسٹی کے قواعد کے مطابق بی ایس سی کلاسز کے لئے اساتذہ کی مطلوبہ اسامیوں کی منظوری کے لئے درخواست محکمہ خزانہ کو بھجوا دی گئی ہے، وہ درخواست بھی میرے پاس موجود ہے۔ محکمہ خزانہ کی منظوری کے بعد کالج کو مطلوبہ اساتذہ کی ضروری اسامیاں اور فنڈز مہیا کر دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد کالج میں بی ایس سی کلاسز کا اجراء ہو جائے گا۔ جہاں تک ٹوٹیاں اور سنک کے چوری ہونے کا تعلق ہے، اس سلسلہ میں کالج ہذا کے اندر انکوائری مکمل کرنے کے بعد سابقہ کالج کی پرنسپل نے تھانہ سٹی میں ایف آئی آر درج کروائی ہوئی ہے اور پولیس اس کے بارے میں تفتیش کر رہی ہے، اس کی ایف آئی آر بھی میرے پاس موجود ہے۔ مزید برآں نئے تعمیر شدہ بلاک کی دیکھ بھال کے لئے محکمہ نے ڈسٹرکٹ کی متعلقہ اتھارٹیز کو ہدایات جاری فرما دی ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کا جواب آ گیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 681/13 جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی صاحب کی طرف سے ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 679/13 کہاں گئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: Rules کے تحت تحریک التوائے کار dispose of ہو گئی ہے، اس پر discussion ہو گئی ہے۔

اخبارات میں قرآنی ترجمہ والے متبرک اوراق کو بے حرمتی سے بچانے اور محفوظ کرنے کا مطالبہ

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی

ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ عوام الناس میں دینی شعور اُجاگر کرنے کے لئے تقریباً تمام اخبارات کے صفحہ اول پر قرآنی آیات کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔ گو کہ ان صفحات پر یہ بھی لکھ دیا جاتا ہے کہ "قرآنی آیات کا احترام ہم سب پر لازم ہے" لیکن ہمارے معاشرہ میں دینی اعتبار سے کم علم و فہم کے لوگ بھی موجود ہیں جس کی وجہ سے اخبارات کے ان صفحات کا تحفظ اس درجے کا نہیں ہو پاتا جو اس کا حق ہے۔ دیکھنے میں آیا کہ ان اخبارات کو عام طور پر ردی اور دیگر کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے جس سے ان کی بے حرمتی بڑھ رہی ہے۔اگر حکومت ان تمام اخبارات کو اس امر کا پابند کرے کہ جن صفحات پر آیات یا ترجمہ تحریر ہو، اس کے گرد کوپن اور کاؤنٹر فوائل کی طرز پر ڈاٹ بنا کر Scissors and cutting marks لگائے جائیں تاکہ لوگ انہیں بآسانی کاٹ کر محفوظ کر لیں اس طرح ان متبرک اوراق کی بے حرمتی سے بچا جا سکتا ہے۔اس حوالے سے عوام میں شعور بھی اُجاگر کیا جائے۔ان مقدس اوراق کی بے حرمتی سے صوبہ بھر کی عوام میں شدید بے چینی، غم و غصہ اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترم یعقوب ندیم سیٹھی نے بڑی اہم تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ اطلاعات و ثقافت اس تحریک التوائے کار کے متن سے بالکل متفق ہے، تاہم اخبارات کو ایسی ہدایات جاری کرنا محکمہ ہذا کے دائرہ اختیار میں نہ ہے، تاہم عوام میں شعور پیدا کرنے کے حوالے سے محکمہ اطلاعات و ثقافت اپنا کردار ادا کر سکتا ہے اور اس سلسلے میں ہدایات بھی جاری کی گئی ہیں تاکہ جو متبرک اوراق ہیں ان کو بے حرمتی سے بچایا جا سکے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کا جواب آ گیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 683/13 جناب ظہیر الدین خان علیزئی اور جناب جاوید اختر کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 684/13 محترمہ شُنیلا رُوت اور ڈاکٹر نوشین حامد کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔جی، محترمہ!

صوبائی دارالحکومت کے قبرستان گندے پانی اور مچھروں کی آماجگاہ میں تبدیل

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب والا! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دُنیا" مورخہ 24۔ستمبر 2013 کی خبر کے مطابق لاہور صوبائی دارالحکومت کے قبرستانوں میں گندگی، جنگلی گھاس اور جمع شدہ پانی سے مچھروں کی آماجگاہیں بن گئی ہیں جبکہ انتظامیہ کی طرف سے قبرستانوں میں ڈینگی سپرے بھی نہ کیا جا سکا جس کی وجہ سے قبرستانوں میں جانے والے شہریوں اور ان سے متصل آبادیوں کے مکین ڈینگی کے خطرے سے دوچار ہو گئے ہیں۔ شہر کے تمام بڑے قبرستانوں میں اس وقت صفائی کے انتہائی ناقص انتظامات کئے گئے ہیں۔ پچھلے دنوں ہونے والی بارشوں کی وجہ سے قبرستانوں میں اکثر قبریں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ جہاں پر پانی جمع ہونے سے مچھروں کی بھرمار ہو چکی ہے جبکہ جنگلی جڑی بوٹیاں اور گھاس بھی بہت زیادہ بڑھ چکی ہے جس کی وجہ سے قبرستان مچھروں کی افزائش گاہیں بن گئے ہیں جبکہ شہریوں کا اس حوالے سے کہنا ہے ضلعی انتظامیہ کی غفلت سے شہر کے قبرستانوں میں مچھروں کی بھرمار ہے جس کی وجہ سے رات کو سونا محال ہو چکا ہے اور بارہا متعلقہ ٹاؤن انتظامیہ کو اس حوالے سے آگاہ کیا گیا ہے مگر ابھی تک یہاں پر ڈینگی سپرے نہیں کیا گیا ہے جبکہ محکمہ ماحول ڈینگی سیل سے بھی رابطہ کیا گیا تو اُن کا کہنا ہے کہ قبرستانوں میں سپرے کی ذمہ داری ہماری نہیں ہے۔ یہ متعلقہ ٹاؤن انتظامیہ کی ذمہ داری ہے شہریوں نے ڈی سی او لاہور سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ خود شہر کے بڑے قبرستانوں کا دورہ کریں اور وہاں پر گندگی کے ڈھیروں اور مچھروں کی افزائش گاہوں کو ختم کرنے کے احکامات جاری کریں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار آج ہی پیش ہوئی ہے اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 685/13 جناب محمد ثقلین انور سپرا اور میاں محمد اعظم صاحب کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ جی، سپرا صاحب!

کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو یونیورسٹی کادرجہ دینے کامطالبہ

جناب محمد ثقلین انور سپرا: جناب والا! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتاہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کردی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے 2006 میں ویٹرنری یونیورسٹی کے چار کیمپس بنائے تھے جن میں ایک کیمپس جھنگ میں بھی تھا۔ جھنگ کیمپس کے پاس سوایکڑ رقبہ موجود ہے اور اتناہی ساتھ سرکاری رقبہ اور پڑا ہے جو کیمپس اپنے نام لگوا رہا ہے۔یہاں بڑے چھ پروگرام چل رہے ہیں جن میں LAD مارننگ /ایوننگ، DVM مارننگ /ایوننگ، DF Applied for Microbiology اور اس طرح کے بڑے کورسز ہیں،ان کے ساتھ بے شمار چھوٹے کورس بھی چل رہے ہیں۔یہاں پر ایم فل ہو رہا ہے اور اب Ph.D کی بھی منظوری ہو چکی ہے۔ان کے پاس well managed faculties موجود ہیں، جن میں اکثریت Ph.D ڈاکٹروں کی ہے۔اس کیمپس میں جدید دور کی ضروریات کے مطابق 20 Labs ہیں اور پورے پاکستان سے بہتر ریسرچ کی جارہی ہے۔ حکومت پنجاب نے جو چار کیمپس بنائے تھے ان میں صرف جھنگ کیمپس ہی PVMC اور HEC سے recognized ہے یہ کالج نہ صرف پنجاب میں بلکہ پورے پاکستان میں best college declared ہے۔ جھنگ کیمپس سے دو سیشن فارغ ہوئے ہیں اور دونوں میں گولڈ میڈل اس کالج کے نام ہوئے ہیں۔ پاکستان کی معیشت کا انحصار زراعت کے ساتھ ساتھ لائیو سٹاک پر depend کرتا ہے نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان میں جھنگ ایک ایسا علاقہ ہے جو لائیو سٹاک کے حوالے سے بہت بہتر ہے اور یہ جنوبی پنجاب کا گیٹ وے ہے۔اگر جھنگ کیمپس کو یونیورسٹی کادرجہ دے دیا جائے تو ہمارا صوبہ اور ہمارا ملک لائیو سٹاک میں بہت زیادہ ترقی کر سکتا ہے اور یہ نہ صرف جھنگ بلکہ ڈیرہ غازی خان تک کے اضلاع کی عوام کی ایک دلی خواہش اور ڈیمانڈ ہے جیسا کہ حکومت پنجاب کا وژن ہے کہ دیہی علاقوں میں رہنے والوں کو بھی ترقی دے کر ترقی یافتہ علاقوں کی فہرست میں شامل کرنا ہے تو اس سے زیادہ اور کوئی بہتر way نہیں ہے لہذا اس پورے علاقے کی ڈیمانڈ ہے کہ اس علاقے کو ترقی دینے کے لئے کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو ویٹرنری یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے اور اس یونیورسٹی کا نام میاں محمد شریف ویٹرنری یونیورسٹی جھنگ رکھا جائے۔اس مقصد کے لئے جھنگ کے تمام ممبران صوبائی اور قومی اسمبلی نے حکومت کو تحریری درخواست /استدعا کی ہے کہ کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کے پاس رقبہ، بلڈنگ، labs، faculties اور تمام وہ چیزیں موجود ہیں جو یونیورسٹی کے لئے درکار ہیں لہذا اس کالج کو یونیورسٹی

کا درجہ دیا جائے لیکن ابھی تک اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا جس سے نہ صرف جھنگ بلکہ اس سے ملحقہ تمام اضلاع کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض ہے کہ صوبہ پنجاب میں 1882 سے ویٹرنری سائنس کے حوالے سے ایک ادارہ موجود تھا جس کو 2002 میں حکومت پنجاب نے یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز کا درجہ دے دیا۔ اس طرح 1963 میں ایگریکلچر یونیورسٹی فیصل آباد میں ویٹرنری سائنسز کی ایک فیکلٹی کام کر رہی ہے۔ پنجاب میں یہ دو ہی ادارے ویٹرنری سائنس کی ڈگریاں جاری کر رہے تھے۔ اس شعبہ میں ویٹرنری ڈاکٹرز کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر حکومت پنجاب نے 2006 میں تین یونیورسٹیوں میں ویٹرنری کی faculties قائم کی ہیں جبکہ چوتھی یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز کے تحت ویٹرنری کالج جھنگ قائم کیا ہے۔ یہ چار ادارے مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ پیر مہر علی شاہ ایرڈ ایگریکلچر یونیورسٹی فیکلٹی آف ویٹرنری سائنسز 2006

2۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور فیکلٹی آف ویٹرنری سائنسز 2006

3۔ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی فیکلٹی آف ویٹرنری سائنسز 2006

4۔ کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ، یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور 2006

ان چاروں اداروں میں سے پاکستان ویٹرنری اینڈ میڈیکل کونسل نے مشروط طور پر ابھی صرف دو اداروں کو دو سال کے لئے accredit کیا ہے اور ان اداروں میں جو خامیاں پائی گئی تھیں ان کو دو سالوں میں دور کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ باقی دو ادارے جن میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور اور بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان کی ویٹرنری سائنسز کی فیکلٹیز جو DVM کی ڈگریاں جاری کر رہی ہیں پاکستان ویٹرنری اینڈ میڈیکل کونسل جو کہ حکومت پاکستان کا ایک قانونی ادارہ ہے جو کہ پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت وجود میں آیا ہے۔ اس نے ان دونوں اداروں کی کمیاں دیکھتے ہوئے ان کے طالب علموں کو رجسٹرڈ کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ پاکستان ویٹرنری اینڈ میڈیکل کونسل کے مطابق ان دونوں اداروں میں تعلیم کی سہولیات پاکستان ویٹرنری اینڈ میڈیکل کونسل کے کم از کم معیار کو پورا نہیں کر رہیں۔ کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ نے پچھلے سات سالوں میں حیرت انگیز ترقی کی ہے جو بلاشبہ قابل تحسین ہے۔ جہاں اس کامیابی کا سہرا جھنگ کالج کی انتظامیہ اور فیکلٹیز کو جاتا ہے وہاں یہ بات بھی

قابل ذکر ہے کہ اس کالج کی فکری راہنمائی یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور کی انتظامیہ اور تمام یونیورسٹیوں کے دستوری statutory bodies نے کی ہے۔ تعلیمی میدان میں ہونے والی تمام تر ترقی اور دیگر معاملات میں کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو شانہ بشانہ لے کر چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ابھی کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے بہت وقت درکار ہوگا۔ ویسے بھی جن اداروں کو عام طور پر یونیورسٹی کا درجہ دیا جاتا رہا ہے ان کو بنے ہوئے کئی دہائیاں گزر چکی ہیں۔ کالج آف ویٹرنری سائنسز جھنگ کو ابھی مستقل بنیادوں پر پاکستان ویٹرنری اینڈ میڈیکل کونسل سے accredit ہونا باقی ہے اور ابھی یہ ادارہ بہت اچھا ویٹرنری کالج بننے کی طرف گامزن ہے جس پر اگر ایک خود مختار یونیورسٹی کی بہت بھاری ذمہ داری ڈال دی گئی تو قوی امکان ہے کہ یہ ادارہ ابتدا میں ہی شکست وریخت کا شکار نہ ہو جائے۔ اس وقت بہت ضروری ہے کہ اس ادارے کی مالی اور فکری حوالے سے پشت پناہی کرتے ہوئے مزید اچھے معیار کے ویٹرنری ڈاکٹرز پیدا کئے جائیں۔ حکومت پنجاب کی یہ اوّلین کوشش ہے کہ دیگر دونوں اداروں یعنی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور اور بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان کی ویٹرنری فیکلٹیز کو بھی جلد از جلد اس قابل بنایا جائے تاکہ وہ بنیادی معیار کو پورا کر سکیں۔ اس سلسلے میں تمام ضروری وسائل یونیورسٹیوں کو مہیا کر دیئے گئے ہیں البتہ چند مخصوص شعبوں میں اچھے اساتذہ اور سبجیکٹ سپیشلسٹ کی دستیابی رکاوٹ بن رہی ہے۔ اس سلسلہ میں بھی محکمہ لائیو سٹاک نے اپنے پاس موجود پی ایچ ڈی ڈگری رکھنے والے ریسرچرز کی خدمات ان یونیورسٹیوں کو دینے کی پیشکش کر دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت پنجاب میں کل سات ویٹرنری کے ادارے قائم ہیں اور DVM کی ڈگریاں جاری کرنے کے مجاز ہیں جن میں

1۔ یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور
2۔ یونیورسٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد
3۔ پیر مہر علی شاہ ایرڈ ایگریکلچر یونیورسٹی فیکلٹی آف ویٹرنری سائنسز
4۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور فیکلٹی آف ویٹرنری سائنسز
5۔ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان فیکلٹی آف ویٹرنری سائنسز
6۔ کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل جھنگ یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور
7۔ رفاع کالج آف ویٹرنری سائنسز لاہور

پنجاب کے تمام اداروں سے پچھلے پانچ سالوں میں تقریباً 2790 ڈاکٹر فارغ التحصیل ہوئے ہیں۔PVMC کی طرف سے پنجاب میں ابھی صرف دو ہی اداروں کو پوسٹ گریجویٹ ڈگریاں جاری کرنے کی اجازت دی گئی ہے جن میں یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور اور یونیورسٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب آ گیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 690/13 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

آشیانہ ہاؤسنگ سکیم لاہور کے الاٹی گھر مکمل ہونے کے باوجود قبضہ سے محروم

ڈاکٹر نوشین حامد: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" کی خبر کے مطابق حکومت پنجاب نے سال 2011 میں آشیانہ ہاؤسنگ سکیم لاہور غریب بے گھر لوگوں، سرکاری ملازمین کے لئے شروع کی تھی جو فیروزپور روڈ پر واقع ہے۔ اس کے تقریباً 350 گھر مکمل ہو سکے بقایا نا مکمل ہیں۔ سینکڑوں الاٹی ایک برس سے ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ جن لوگوں نے یکمشت ادائیگی کر دی تھی ان کو بھی ابھی تک مکان الاٹ نہیں ہو سکے۔ سابقہ حکومت ختم ہونے کے بعد نگران حکومت اور بیوروکریسی نے اس سکیم کا بیڑا غرق کر دیا۔ پنجاب لینڈ ڈویلپمنٹ کمپنی کا بورڈ آف ڈائریکٹرز توڑ دیا گیا جس کی وجہ سے تعمیر کا کام رک گیا۔ اب لوگ مارکیٹنگ انجینئرنگ نیسپاک اور کنٹریکٹرز کے دفاتر کے چکر لگا کر عاجز آ چکے ہیں اور لوگوں میں حکومت کے خلاف شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک آج پڑھی گئی ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار next week تک pending فرما دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک التوائے کار next week تک pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 695/13 میاں محمود الرشید، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، محترمہ شُنیلا رُوت کی طرف سے ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں ایڈز کے مرض میں اضافہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 25۔ستمبر 2013 کی خبر کے مطابق پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں میں ایڈز کا مرض بڑھنے لگا ہے۔ نیشنل ایڈز پروگرام کی طرف سے کئے گئے قیدیوں کے ٹیسٹ میں 150 کے قریب قیدی ایڈز میں مبتلا پائے گئے جبکہ مزید 50 قیدیوں کے نمونے لے لئے گئے ہیں جن میں ایڈز کی تصدیق ٹیسٹ رپورٹ آنے کے بعد ہو گی۔ تفصیلات کے مطابق پنجاب کی جیلوں میں ایڈز میں مبتلا قیدیوں میں اضافہ ہوتا جارہا ہے جس کے باعث باقی قیدیوں میں تشویش پائی جارہی ہے۔ ذرائع کے مطابق جیل میں ایڈز پھیلنے کی وجہ نشہ کے عادی مجرم ہیں جو انجکشن خستہ حال ہوتے ہیں ایک انجکشن جیل میں سارے قیدیوں کو لگتا ہے جس سے مرض تیزی سے پھیل رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! چونکہ یہ آج پڑھی گئی ہے لہذا استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک pending فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 704/13 ہے۔۔۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ identical ہے بالکل same ہے اور ایک ہی آدمی نے لکھی ہیں لہذا اس تحریک التوائے کو بھی pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار وقاص حسن موکل، چوہدری عامر سلطان چیمہ اور جناب احمد شاہ کھگہ کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 704 ہے۔ یہ تحریک التوائے کار بھی next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے اور ان کا اکٹھا ہی جواب آ جائے گا۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 705/13 میاں محمود الرشید صاحب، میاں محمد اسلم اقبال صاحب اور ڈاکٹر مراد راس صاحب کی طرف سے ہے۔

صوبائی ملازمین کا حکومت پنجاب سے اپ گریڈیشن پر اضافی انکریمنٹ دینے کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ خزانہ (ریگولیشن ونگ) حکومت پاکستان نے اپنے مراسلہ نمبری F.No.11(4)R-22/ 2011-11532013 مورخہ 31۔مئی 2013 کے ذریعہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلہ کی روشنی میں اپ گریڈیشن کی صورت میں اضافی انکریمنٹ مورخہ 28۔جنوری 2002 سے اب تک دینے پر عملدرآمد کے لئے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ مراسلہ میں تحریر ہے کہ:

> It has been decided to grant pre-mature increment on upgradation of posts as on promotion. These orders would be applicable in all cases of upgradation taken place from 28th January 2002 onward i.e. the date of Honourable Supreme Court's Judgement passed in Appeal No. 637 of 1998 and would take effect from the actual date of upgradation of each post.

مذکورہ فیصلہ کی روشنی میں وفاقی حکومت اپ گریڈیشن کی صورت میں اضافی انکریمنٹ دینے کے لئے نہ صرف احکامات جاری کر چکی ہے بلکہ عملدرآمد بھی کر رہی ہے جبکہ صوبائی حکومت پنجاب اپنے صوبائی ملازمین کو اپ گریڈیشن پر اضافی انکریمنٹ دینے کے سپریم کورٹ کے فیصلہ پر عملدرآمد کرنے سے گریزاں ہے مذکورہ فیصلہ کی روشنی میں ملازمین کے ایک وفد نے چیف سیکرٹری سے ملاقات کی۔ انہوں نے وفد کو یقین دہانی کروائی کہ صوبائی ملازمین کو بھی اپ گریڈیشن پر اضافی انکریمنٹ دی جائے گی اور چیف سیکرٹری نے سیکرٹری خزانہ کو ہدایت جاری کی کہ وہ مثبت سمری بھجوا کر احکامات جاری کریں لیکن محکمہ خزانہ تین ماہ سے زاید وقت گزر جانے کے باوجود اب تک لیت ولعل سے کام لے رہا ہے محکمہ خزانہ اور سیکرٹری خزانہ کی سرد مہری سے صوبائی ملازمین میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے۔ صوبائی ملازمین نے حکومت پنجاب سے اپیل کی ہے کہ وہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کی روشنی میں اپ گریڈیشن پر اضافی انکریمنٹ دینے کے احکامات جاری کر کے اس پر عملدرآمد کو یقینی بنائے۔ یہ

معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک التوائے کار کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! I don't know what is the mysterious mystery in it? میں سمجھ نہیں سکا کہ یہ تحریک التوائے کار ایجنڈا پر کس طرح آ گئی ہے؟ Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 کے Rule-83 (c) کے تحت صرف وہی تحریک التوائے کار admissible ہو سکتی ہے جس کا تعلق فوری نوعیت کے واقعہ سے ہو۔اس میں لفظ "shall" استعمال ہوا ہے جو کہ mandatory ہے۔چونکہ موجودہ تحریک التوائے کار کا تعلق فوری نوعیت کے کسی واقعہ سے نہیں بلکہ ملازمین کے ایک مطالبہ سے ہے اس لئے میری استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

تحریک التوائے کار کا جواب متعلقہ منسٹر کے ہوتے ہوئے دیگر منسٹر کے جواب دینے پر رولنگ کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab1997 کے Rule-81 کی جانب مبذول کرانا چاہوں گا۔اس میں لکھا ہے کہ:

> **81. Notice of a motion.** The notice of a motion under rule 80, explaining the matter proposed to be discussed, shall be given in writing, in triplicate, to the Secretary not less than one hour before the

commencement of the sitting in which the motion is proposed to be moved, and the Secretary shall thereupon bring the notice to the knowledge of the Speaker, the Minister for Law and Parliamentary Affairs and the Minister concerned.

جناب سپیکر! rules بنانے والوں نے جو کہ ہمارے ہی بھائی تھے اس کو مزید Rule-88 میں clear کیا ہے۔

88. Time limit for speeches. - A speech during the debate on a motion for adjournment shall not exceed ten minutes in duration:

Provided that the mover and the Minister or Parliamentary Secretary concerned may speak for twenty minutes each.

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ انتہائی اہم معاملات تحاریک التوائے کار کے تحت آتے ہیں۔ مجھے اپنے بھائی خلیل طاہر سندھو صاحب کی قابلیت پر کوئی اعتراض نہیں لیکن متعلقہ منسٹر موجود ہونے کے باوجود اس کا جواب متعلقہ منسٹر نہیں دیتے جبکہ rules کہتے ہیں کہ ان کے علم میں لایا جائے۔ اب جب ان کو یہی نہیں پتا اور متعلقہ منسٹر کے موجود ہونے کے باوجود وہ ایوان میں جواب دیتے ہیں۔ میں یہ مانتا ہوں کہ ایمر جنسی میں "A Minister can do." اور یہ چیز rules میں آتی ہے کہ A Minister can move it. A Minister can reply. تحاریک التوائے کار یا اہم معاملات کے حوالے سے جب تک وزیر قانون جواب دیتے تھے تو کم از کم مجھے move کرنے اور جواب سننے میں مزہ آتا تھا۔ میں یہ دیکھتا رہا ہوں کہ اس کا کچھ اثر بھی ہوتا ہے۔ جب rules یہ کہتے ہیں کہ متعلقہ منسٹر جواب دیں اور اگر وہ موجود نہیں تو پھر Minister for Law and Parliamentary Affairs جواب دیں گے کیونکہ rules یہ کہتے ہیں کہ ان کے علم میں لایا جائے۔ اس حوالے سے وزیر قانون کچھ کہہ دیں یا آپ ہدایت فرما دیں۔ ہم لوگ محنت کر کے یہاں پر کوئی بھی issue لاتے ہیں۔ اوّل تو کسی تحریک التوائے کار کو on the floor of the House لانا جوئے شیر لانا ہے، تقریباً پُل صراط سے گزرنا ہے اور اگر اس پُل صراط سے کوئی مائی کا لال گزر ہی جائے تو یہاں ایسا لگتا ہے کہ

محکموں نے قسم کھالی ہے کہ جواب نہیں دینا۔میں ثابت کر سکتا ہوں کہ تلور کے شکار کے 32لائسنس دیئے گئے۔اٹھارہویں ترمیم کے تحت اب یہ اس ایوان کا حق ہے۔انہوں نےHoubara Bustard کھا کھا کر ہمارے ملک سے ختم ہی کر دیئے ہیں۔مجھے اور آپ کو تو اس کے لائسنس نصیب نہیں ہو سکتے۔اگر میں یہ معاملہ اُٹھاتا ہوں توcold storeمیں چلا جائے گااور پھر وہ جون میں آئے گا۔جب آئے گاتواس وقت میرے بھائی سندھو صاحب جواب دیں گے اور وہ جو جواب دیں گے مجھے پتاہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ ہمارے معزز ممبران جس بھی اہمissueکوon the floor of the Houseلاتے ہیں تو خدارااس کی اہمیت کو سمجھا جائے اور اس کا بنیادی طور پر متعلقہ منسٹر کو جواب دینا چاہئے اگر وہ موجود نہ ہوں تو کم از کم وزیر قانون اس کا جواب دیں۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!اس حوالے سے میں اور آپ مل بیٹھ کر طے کر لیں گے۔اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔آج کے اخبار میں ایک بڑے اہمissueکے بارے میں خبر چھپی ہے اور میں اس حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنا چاہتی ہوں۔یہ بہت ہی اہمیت کا حامل اور مفاد عامہ کا معاملہ ہے اس لئے آپ مجھے اس قرار داد کوout of turnپیش کرنے کی اجازت فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!میرے پاس اس وقت پانچ قرار دادیں ہیں۔پہلے ان کوtake upکرنے دیں اس کے بعد آپrules suspendکرنے کی تحریک پیش کریں گی اور اگرconsensusہوا تو پھر آپ اپنی قرار داد پیش کر لینا۔

پہلے ہم مورخہ 3۔دسمبر2013کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرار داد لیتے ہیں۔یہ قرار داد جناب محمد ثقلین انور سپرا کی ہے اور وہ اسے پیش کر چکے ہیں۔وزیر قانون نے فرمایا تھا کہ اس

قرارداد کا جواب مبہم ہے اس لئے اس کو pending کر دیا جائے۔ اُس وقت اس قرارداد کو pending کر دیا گیا تھا تو آج وزیر قانون اس قرارداد پر حکومتی مؤقف سے آگاہ کریں۔ جی، وزیر قانون صاحب!

کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو یونیورسٹی کا درجہ دینے اور اس کا نام میاں محمد شریف کے نام سے موسوم کرنا

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ آپ اس پر question put کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور کے جھنگ میں واقع کیمپس کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو یونیورسٹی کا چارٹر/درجہ دیا جائے اور اس یونیورسٹی کا نام میاں محمد شریف ویٹرنری یونیورسٹی رکھا جائے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور کے جھنگ میں واقع کیمپس کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو یونیورسٹی کا چارٹر/درجہ دیا جائے اور اس یونیورسٹی کا نام میاں محمد شریف ویٹرنری یونیورسٹی رکھا جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم آج کے ایجنڈے کی قراردادیں لیتے ہیں۔ آج کی پہلی قرارداد میاں محمود الرشید صاحب کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

دلا بھٹی (شہید) کے مزار کو قبضہ سے بچانے اور شایان شان مزار کی تعمیر کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ دُلّا بھٹی شہید کے مزار اور راستوں کو فوری طور پر ناجائز تجاوزات و قبضہ سے پاک کیا جائے نیز شہید کے شایان شان مزار تعمیر کیا جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ دُلّا بھٹی شہید کے مزار اور راستوں کو فوری طور پر ناجائز تجاوزات و قبضہ سے پاک کیا جائے نیز شہید کے شایان شان مزار تعمیر کیا جائے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ٹھیک ہے۔اس پر question put کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ دُلّا بھٹی شہید کے مزار اور راستوں کو فوری طور پر ناجائز تجاوزات و قبضہ سے پاک کیا جائے نیز شہید کے شایان شان مزار تعمیر کیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: دوسری قرارداد محترمہ کنول نعمان صاحبہ کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! میں اس قرارداد سے پہلے ایک بات کرنا چاہوں گی۔ میں پنجاب حکومت اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے معذور افراد کے لئے پرائمری سے لے کر ایم اے تک تعلیم free کر دی ہے۔ میری یہ گزارش اور خواہش ہے کہ باقی صوبے بھی میاں محمد شہباز شریف کی تقلید کرتے ہوئے معذور افراد کے لئے تعلیم free کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! میں چاہ رہی تھی کہ معذور افراد بھی کارآمد کارکن اور فعال شہری بنیں۔

معذور افراد کو روزگار کے بہتر مواقع فراہم کرنے اور
بھرتی کوٹا پانچ فیصد کرنے کا مطالبہ

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ معذور افراد کے لئے روزگار کے بہتر مواقع فراہم کرنے کے لئے اقدامات اُٹھائے جائیں نیز ان کے لئے ملازمتوں کے موجودہ مخصوص کوٹا کی شرح بڑھاکر کم از کم پانچ فیصد کی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ معذور افراد کے لئے روزگار کے بہتر مواقع فراہم کرنے کے لئے اقدامات اُٹھائے جائیں نیز ان کے لئے ملازمتوں کے موجودہ مخصوص کوٹا کی شرح بڑھاکر کم از کم پانچ فیصد کی جائے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک معذور افراد کے روزگار کے بہتر مواقع کے لئے اقدامات کا تعلق ہے تو حکومت وہ اقدامات already اُٹھا رہی ہے۔ اُن کے لئے دو فیصد کوٹا بھی مختص ہے اور دو فیصد کوٹا کی بھی صورتحال یہ ہے کہ اکثر اوقات مطلوبہ اہلیت اور qualification نہ ہونے کی وجہ سے وہ سیٹیں اب تک خالی پڑی ہیں تو اس لئے پانچ فیصد کوٹا کرنے کی ضرورت فی الحال محسوس نہیں کی جا رہی۔ ویسے پہلے بھی پانچ فیصد کوٹا اقلیتوں کے لئے ہے، پندرہ فیصد کوٹا خواتین کے لئے ہے اور دو فیصد کوٹا معذور افراد کے لئے ہے۔ اگر اس کوٹا کو اسی طرح سے اور بڑھایا جاتا رہا تو پھر general portion بہت کم ہو جائے گا تو محترمہ کی اس بات سے بالکل اتفاق ہے کہ معذور افراد کی بہتری کے لئے اقدامات ہونے چاہئیں۔ اگر محترمہ کوٹا میں پانچ فیصد کا لفظ amend کر لیں تو اس کے اوپر کوئی اعتراض نہیں ہے اور معزز ایوان اس قرارداد کو پاس کر سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! میں وزیر قانون کی بات سے متفق ہوں اور حکومت معذور افراد کے لئے جو بھی اقدامات کرنا چاہے میں ان کی ہر ایسی بات سے متفق ہوں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ معذور افراد کے لئے روزگار کے بہتر مواقع فراہم کرنے کے لئے اقدامات اُٹھائے جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: تیسری قرارداد محترمہ ثریا نسیم صاحبہ کی ہے وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا اس قرارداد کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب چوتھی قرارداد محترمہ راحیلہ خادم حسین کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

(اذانِ ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

بچوں اور بچیوں کے ساتھ زیادتی کرنے والوں کے خلاف مؤثر قانون سازی کا مطالبہ

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ میں بچے اور بچیوں کے ساتھ زیادتی کرنے والوں کے خلاف مؤثر قانون سازی کی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ میں بچے اور بچیوں کے ساتھ زیادتی کرنے والوں کے خلاف مؤثر قانون سازی کی جائے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس معاملہ پر مؤثر قانونی کارروائی کرنے کی دفعات موجود ہیں۔ یہ Under Section-376 PPC آتا ہے اور اس میں عمر قید کی سزا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! اس قرارداد کو لانے کا میرا مقصد اُن لوگوں تک صرف یہ message پہنچانا تھا جو ایسی بے راہ روی کا شکار ہیں۔ پچھلے دنوں سے تواتر کے ساتھ ایسے cases

ہمارے سامنے آ رہے ہیں۔ یہ قرارداد لانے کا میرا صرف اور صرف یہ مقصد تھا کہ پنجاب اسمبلی کے تمام ممبران اپنا ایک message بھجوائیں کہ ہم اس حوالہ سے بہت زیادہ کارروائی کرنا چاہتے ہیں۔ اس جرم پر سزائے موت ہونی چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے دوران یہ گزارش کی تھی کہ قانون سازی سے آگے بھی بہت غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ اتنا simple معاملہ نہیں ہے۔ بہت سارے factor ہیں جو بے راہ رَو لوگوں کو بچوں اور بچیوں کے ساتھ اس طرح زیادتی کرنے پر اُکساتے ہیں۔ اس معاملہ پر ایک پوری study کی ضرورت ہے۔ اس میں ایک بڑی اچھی تجویز یہ بھی آئی تھی کہ یونیورسٹیوں کے اندر اس حوالہ سے criminology کا مضمون introduce کروایا جائے۔ میں نے اُس دن بھی یہ تجویز پیش کی تھی کہ ایوان کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو تمام محرکات کو سامنے رکھتے ہوئے کام کرے یعنی ہمارا میڈیا کیا کر رہا ہے، اخبارات کیا کر رہے ہیں، اسی طرح face book and internet پر جو چیزیں آ رہی ہیں ان سارے حوالوں سے ایک comprehensive study ہو اور اس حوالہ سے دین اسلام کیا راہنمائی دیتا ہے۔ اُس کے بعد پھر اس پر multi dimensional اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ قرارداد آ گئی ہے تو اس حوالہ سے میں وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کے نتیجہ میں اگر اس طرح کی کوئی کمیٹی بن جائے گی تو یہ بھلائی ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! آپ اس قرارداد کو withdraw کرنا چاہتی ہیں کیونکہ اس معاملہ پر already قانون سازی ہوئی ہوئی ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں اپنی اس قرارداد کو withdraw کروں گی کیونکہ اس پر قانون سازی تو ہے لیکن صرف مقصد اُن لوگوں تک message پہنچانا تھا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس قرارداد کو dispose of کیا جاتا ہے۔ پانچویں قرارداد چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے وہ اسے پیش کریں۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا اس قرارداد کو dispose of کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری ایک قرارداد ہے اس کو out of turn لے لیا جائے اور کل میں نے اس حوالے سے وزیر قانون صاحب سے بھی بات کی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی کے راہنماؤں کو پھانسی کی سزاؤں کے لئے جو death warrant جاری ہو رہے ہیں یہ بڑی زیادتی ہو رہی ہے یہ قرارداد اس حوالے سے ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بنگلہ دیش میں سیاسی جماعتوں کے خلاف انتقامی کارروائیوں کی مذمت کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی طرف سے قواعد کی معطلی کی تحریک ہے کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بنگلہ دیش میں سیاسی جماعتوں کے خلاف انتقامی کارروائیوں کی مذمت کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بنگلہ دیش میں سیاسی جماعتوں کے خلاف انتقامی کارروائیوں کی مذمت کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! اب آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

بنگلہ دیش میں سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کے خلاف انتقامی کارروائی کی مذمت

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان بنگلہ دیش میں نام نہاد جنگی جرائم کے نام پر سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں کے خلاف جاری انتقامی کارروائی کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔انسانی حقوق کے عالمی اداروں اور وکلاء کی بین الاقوامی تنظیموں نے بھی ان انتقامی کارروائیوں پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے۔یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس معاملہ پر اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل سے نوٹس لینے کی اپیل کی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان بنگلہ دیش میں نام نہاد جنگی جرائم کے نام پر سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں کے خلاف جاری انتقامی کارروائی کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔انسانی حقوق کے عالمی اداروں اور وکلاء کی بین الاقوامی تنظیموں نے بھی ان انتقامی کارروائیوں پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے۔یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس معاملہ پر اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل سے نوٹس لینے کی اپیل کی جائے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان بنگلہ دیش میں نام نہاد جنگی جرائم کے نام پر سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں کے خلاف جاری انتقامی کارروائی کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔انسانی حقوق کے عالمی اداروں اور وکلاء کی بین الاقوامی تنظیموں نے بھی ان انتقامی کارروائیوں پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے۔یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس معاملہ پر اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل سے نوٹس لینے کی اپیل کی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پہلے بھی دو تین دوستوں کی طرف سے بات ہوئی ہے کہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے۔ ہم اس پر بھی ایک قرارداد out of turn لینا چاہتے ہیں۔ یہ معاملہ سوئی گیس کی بندش کا ہے کہ پورے پنجاب میں تین ماہ کے لئے صنعتوں اور CNG سٹیشنز کے لئے سوئی گیس کو بند کر دیا گیا ہے۔ اس کے لئے قرارداد ہے اور میرا خیال ہے کہ ہمیں اس ایوان کے اندر ضرور بات کرنی چاہئے اور مرکزی حکومت سے مطالبہ کرنا چاہئے کہ وہ اپنے اس فیصلہ پر review کرلے۔ اگر تین ماہ تک گیس نہیں دی جائے گی تو فیکٹریاں بند ہو جائیں گی لاکھوں لوگ پہلے ہی بے روزگار ہیں اور لاکھوں مزید بے روزگار ہو جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے پاس ایک اور قواعد کی معطلی کی تحریک موجود ہے۔ محترمہ کنول نعمان صاحبہ! آپ کی طرف سے ہے آپ اسے پڑھ دیں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

محترمہ کنول نعمان: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جنوبی افریقہ کے سابق صدر آنجہانی نیلسن منڈیلا کو خراج عقیدت پیش کرنے کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جنوبی افریقہ کے سابق صدر آنجہانی نیلسن منڈیلا کو خراج عقیدت پیش کرنے کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جنوبی افریقہ کے سابق صدر آنجہانی نیلسن منڈیلا کو خراج عقیدت پیش کرنے کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! آپ اپنی قرارداد پڑھیں۔

قرارداد

جنوبی افریقہ کے سابق صدر آنجہانی نیلسن منڈیلا کے انتقال پر رنج وغم کا اظہار اور ان کی انسانی حقوق کے لئے خدمات کو خراج عقیدت کا پیش کیا جانا

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان جنوبی افریقہ کے سابق صدر آنجہانی نیلسن منڈیلا کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم نے اپنی ساری عمر انسانی حقوق کے لئے جدوجہد کرتے ہوئے گزاری۔ مرحوم کو نسلی امتیاز کے حوالے سے جدوجہد کرنے کی پاداش میں 27 سال پابند سلاسل رہنا پڑا۔ مرحوم کی خدمات پر انہیں نوبل انعام برائے امن سمیت بے شمار اعزازات سے نوازا گیا۔ مرحوم بین الاقوامی برادری میں ایک ہیرو کا درجہ رکھتے تھے۔ یہ ایوان انسانی حقوق اور نسلی امتیاز کے حوالے سے ان کی خدمات پر ان کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان جنوبی افریقہ کے سابق صدر آنجہانی نیلسن منڈیلا کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم نے اپنی ساری عمر انسانی حقوق کے لئے جدوجہد کرتے ہوئے گزاری۔ مرحوم کو نسلی امتیاز کے حوالے سے جدوجہد کرنے کی پاداش میں 27 سال پابند سلاسل رہنا پڑا۔ مرحوم کی

خدمات پر انہیں نوبل انعام برائے امن سمیت بے شمار اعزازات سے نوازا گیا۔
مرحوم بین الاقوامی برادری میں ایک ہیرو کا درجہ رکھتے تھے۔ یہ ایوان انسانی حقوق اور نسلی امتیاز کے حوالے سے ان کی خدمات پر ان کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان جنوبی افریقہ کے سابق صدر آنجہانی نیلسن منڈیلا کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم نے اپنی ساری عمر انسانی حقوق کے لئے جدوجہد کرتے ہوئے گزاری۔ مرحوم کو نسلی امتیاز کے حوالے سے جدوجہد کرنے کی پاداش میں 27 سال پابند سلاسل رہنا پڑا۔ مرحوم کی خدمات پر انہیں نوبل انعام برائے امن سمیت بے شمار اعزازات سے نوازا گیا۔
مرحوم بین الاقوامی برادری میں ایک ہیرو کا درجہ رکھتے تھے۔ یہ ایوان انسانی حقوق اور نسلی امتیاز کے حوالے سے ان کی خدمات پر ان کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل مورخہ 11۔دسمبر 2013 بروز بدھ صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔